http://www. Khatme-nubuwwat.org/

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۷ | ۴ تا ۱۰ صفر المظفر ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ مئی ۱۹۹۹ء | شمارہ نمبر ۵۲

تحفظ ختم نبوت

مشاہیر امت کی نظر میں

مرزا قادیانی کی نام نہاد اسلامی خدمات

مکار قادیانیوں کی فریب کاریاں

مرزا قادیانی اور منسوخی جہاد کا اعلان

دینی مدارس
تحفظ کا عزم

فطرت کا انتخاب

اسلام قبول کرنے والے نیک بخت نوجوان کی ایمان افروز سرگزشت

قیمت: ۵ روپے

صدقہ کی تعریف اور اقسام :

س..... صدقہ کی تعریف کیا ہے اور اس کی کتنی اقسام ہیں؟

ج..... جو مال اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اللہ کی راہ میں غربا مساکین کو دیا جاتا ہے یا خیر کے کسی کام میں خرچ کیا جاتا ہے اسے صدقہ کہتے ہیں۔ صدقہ کی تین اقسام ہیں فرض جیسے زکوٰۃ' واجب جیسے نذر صدقہ فطر اور قربانی وغیرہ' نفلی صدقات جیسے عام خیرات

خیرات' صدقہ اور نذر میں فرق :

س..... خیرات' صدقہ اور نذر میں کیا فرق ہے؟

ج..... صدقہ و خیرات تو ایک ہی چیز ہے' یعنی جو مال اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کسی خیر کے کام میں خرچ کیا جائے وہ صدقہ و خیرات کہلاتا ہے اور کسی کام کے ہونے پر کچھ صدقہ کرنے کی یا کسی عبادت کے بجالانے کی منت مانی جائے تو اس کو "نذر" کہتے ہیں۔ "نذر" کا حکم زکوٰۃ کا حکم ہے۔ اس کو صرف غریب غربا کھا سکتے ہیں' غنی نہیں کھا سکتے۔ نیاز کے معنی بھی نذر ہی کے ہیں۔

صدقہ اور منت میں فرق :

س..... صدقہ اور منت میں کیا فرق ہے؟

ج..... نذر اور منت اپنے ذمہ کسی چیز کے لازم کرنے کا نام ہے' مثلاً کوئی شخص منت مان لے کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو میں اتنا صدقہ کروں گا' کام ہونے پر منت مانی ہوئی چیز واجب ہو جاتی ہے اور کوئی آدمی بغیر لازم کئے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خیر خیرات کرے تو اس کو صدقہ کہتے ہیں' گویا منت بھی صدقہ ہی ہے۔ مگر وہ صدقہ واجب ہے' جبکہ عام صدقات واجب نہیں ہوتے۔

نذر اور منت کی تعریف :

س..... نذر اور منت کی تعریف کیا ہے اور ان میں اگر کوئی فرق ہو تو واضح فرمائیں؟

ج..... نذر کے معنی ہیں کسی شرط پر کوئی عبادت اپنے ذمہ لے لینا۔ مثلاً اگر فلاں کام ہو جائے تو میں اتنے نفل پڑھوں گا' اتنے روزے رکھوں گا' بیت اللہ کا حج کروں گا' یا اتنی رقم فقراء کو دوں گا وغیرہ۔ اس کو منت بھی کہا جاتا ہے۔

منت اور نذر کا گوشت نہ خود استعمال کر سکتا ہے نہ کسی غنی کو دے سکتا ہے بلکہ اس کا گوشت فقراء پر تقسیم کرنا ضروری ہے۔

منت کی شرائط :

س..... ہمارے مذہب میں منت ماننا کیسا ہے اور اس کے الفاظ کیا ہونے چاہئیں اور کن کن صورتوں میں منت ماننی چاہئے۔

ج..... شرعاً منت ماننا جائز ہے مگر منت ماننے کی چند شرطیں ہیں۔ اول یہ کہ منت اللہ تعالیٰ کے نام کی مانی جائے' غیر اللہ کے نام کی منت جائز نہیں' بلکہ گناہ ہے۔ دوم یہ کہ منت صرف عبادت کے کام کی صحیح ہے جو کام عبادت نہیں اس کی منت بھی صحیح نہیں۔ سوم یہ کہ عبادت بھی ایسی ہو کہ اس طرح کی عبادت کبھی فرض یا واجب ہوتی ہے۔ جیسے نماز' روزہ' حج' قربانی وغیرہ۔ ایسی عبادت کہ اس کی جنس کبھی فرض یا واجب نہیں اس کی منت بھی صحیح نہیں۔ چنانچہ قرآن خوانی کی منت مانی ہو تو وہ لازم نہیں ہوتی۔

صرف خیال آنے سے منت لازم نہیں ہوتی :

س..... محترم میری ایک دوست ہے غیر شادی شدہ اس کی پھوپھی کی شادی کو کافی عرصہ گزر گیا وہ ابھی تک اولاد جیسی نعمت سے محروم ہیں۔ ایک دن میری دوست کے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ پھوپھی یہ کہیں کہ میرے ہاں (پھوپھی کے ہاں) اولاد ہو گئی تو میں بچوں کا سامان کسی کو بھی دے دوں گی۔ اس کے بعد اس کے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ یہ منت تم نے اپنے لئے مانی ہے۔ لیکن یہ خیال آتے ہی میری دوست نے خدا سے توبہ کر لی ہے اور اس کا ذہن اس ساری چیز کو قبول نہیں کرتا۔ میری دوست آج کل بہت پریشان ہے۔ مہربانی فرما کر مولانا صاحب! آپ یہ فرمائیں کہ اس طرح صرف ذہن میں خیال آنے سے منت ہو جاتی ہے کہ نہیں؟ جبکہ لوگ کہتے ہیں کہ صرف خیال آنے سے منت نہیں ہوتی۔

ج..... صرف کسی بات کا خیال آنے سے منت نہیں ہوتی بلکہ زبان سے ادا کرنے کے ساتھ ہوتی ہے۔

صحت کیلئے اللہ سے منت ماننا جائز ہے :

س..... اگر بیماری سے شفا کے لئے منت اللہ سے مانی جائے تو کیا یہ درست و جائز ہے؟ کیا یہ اللہ سے شرط کرنا نہیں ہو گا؟

ج..... صحت کیلئے منت ماننا جائز ہے مگر اس سے بہتر یہ ہے کہ بغیر منت کے صدقہ و خیرات کی جائے اور اللہ تعالیٰ سے صحت کی دعا کی جائے۔

○

ہفت روزہ ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

جلد ۱۷ | ۴ تا ۱۰ صفر المظفر ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ مئی ۱۹۹۹ء | شمارہ

بیاد :

☆ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مولانا محمد علی جالندھریؒ ☆ مولانا لال حسین اخترؒ
☆ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ مولانا محمد حیاتؒ ☆ مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
☆ مولانا محمد شریف جالندھریؒ

سرپرست : خواجہ خواجگان حضرت خان محمد مدظلہ
مدیر اعلیٰ : حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی
نائب مدیر اعلیٰ : مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
مدیر : مولانا اللہ وسایا

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
مولانا مفتی محمد جمیل خان
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلالپوری
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر : محمد انور
قانونی مشیر : حشمت حبیب ایڈووکیٹ
ٹائیٹل و کمپوزنگ : خرم
کمپیوٹر کمپوزنگ : فیصل عرفان

اس شمارے میں

- دینی مدارس کے تحفظ کا عزم .... (اداریہ) 4
- مرزا قادیانی کی نام نہاد اسلامی خدمات .... (حضرت مولانا ظہور احمد) 6
- تحفظ ختم نبوت مشاہیر امت کی نظر میں .... (مولانا مفتی غلام جیلانی) 9
- مرزا قادیانی اور منسوخیٔ جہاد کا اعلان .... (مولانا مفتی محمد صابر) 13
- مکار قادیانیوں کی فریب کاریاں .... (قاری نوید مسعود ہاشمی) 15
- نعت رسول مقبول ﷺ .... (قاری محمد زبیر زبیری) 16
- فطرت کا انتخاب تو مسلم کی ایمان افروز سرگزشت 17
- قطب العالم حضرت مولانا عبدالکریم قریشی ....
  ایک نابغہ روزگار شخصیت .... (مولانا محمد طیب) 21
- اخبار ختم نبوت 25

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا : ۹۰ امریکی ڈالر۔ یورپ، افریقہ : ۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک : ۶۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ : ۵ روپے
سالانہ : ۲۵۰ روپے، ششماہی : ۱۵۰ روپے، سہ ماہی : ۷۵ روپے

چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، نیشنل بنک پرانی نمائش، اکاؤنٹ نمبر ۷۸۴۹ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

رابطہ دفتر : جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ایم اے جناح روڈ کراچی
فون : ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس : ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر : حضوری باغ روڈ ملتان
فون : ۵۱۴۱۲۲ - ۵۸۳۴۸۶ فیکس : ۵۴۲۲۷۷

لندن آفس : 35 STOCKWELL GREEN
LONDON. SW9. 9HZ. U.K.
PHONE: 0171- 737-8199.

ناشر : عزیز الرحمٰن جالندھری طابع : سید شاہد حسن مطبع : القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت : جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دینی مدارس کے تحفظ کا عزم

مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے جامعہ بنوری ٹاؤن کے دارالحدیث میں محدث العصر حضرت اقدس مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ، امام اہلسنت محسن افغانستان مولانا مفتی احمد الرحمن اور دیگر اساتذہ کرام کی موجودگی میں طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا:

"اگر بھٹو اپنی آمریت کے زعم میں یہ سمجھتا ہے کہ وہ دینی مدارس پر قبضہ کر کے علماء کرام کو سرکاری ملازم بنائے گا اور ملک میں اشاعت قرآن و حدیث اور علوم دینیہ کا سلسلہ رک جائے گا یا علماء کرام ان مدارس کے حکومت کی تحویل میں چلے جانے کے بعد اپنے فرائض منصبی سے محروم ہو جائیں گے تو یہ اس کی بھول ہے۔ دینی مدارس ان عمارتوں اور درسگاہوں کا نام نہیں۔ بے شک حکومت ان عمارتوں کو اپنے قبضہ میں لے لے ہم (علماء کرام) درختوں کے نیچے بیٹھ کر قرآن و حدیث کی تعلیم دیں گے۔ حکومت چند مدرسوں کو اپنی تحویل میں لے گی۔ پھر پاکستان کے چپے چپے پر درختوں کے نیچے علماء کرام چارپائیوں پر طلباء کو بٹھا کر تعلیم دیں گے۔ دارالعلوم دیوبند انار کے درخت کے نیچے قائم ہونے والے اس مدرسہ کا نام ہے جس کا آغاز ملا محمود نے محمود الحسن طالب علم سے کیا تھا"

مفتی اعظم مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کے اس جرأت مندانہ اعلان اور حضرت اقدس مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت میں جب علماء کرام نے مدارس کے تحفظ کا اعلان کیا تو بھٹو جیسے آمر مطلق کو گھٹنے ٹیکنے پڑے اور اس نے کانوں کو ہاتھ لگایا' توبہ کی اور اعلان کیا کہ "میرا دینی مدارس پر قبضہ کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔" اور الحمدللہ دینی مدارس چلتے رہے۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور میں دینی مدارس کے فلاح و بہبود کے نام پر دینی مدارس پر قبضہ کرنے اور حکومتی بورڈ کے تحت اس پر قبضہ کرنے اور اس کے نصاب میں سائنس اور دیگر علوم شامل کرنے کی باتیں ہوئیں جب یہ معلوم ہوا کہ اس کا مقصد بھی دینی مدارس کے کام کو روکنا ہے تو امام اہلسنت مولانا مفتی احمد الرحمن' صدر وفاق المدارس مولانا محمد ادریس میرٹھی' جنرل سیکریٹری مولانا سلیم اللہ خان صاحب نے اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ مرشدی مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم نے جنگ میں "دینی مدارس اور اس کی ذمہ داریاں" کے عنوان سے مقالہ تحریر کیا تو جنرل ضیاء الحق مرحوم نے ایک کانفرنس میں کان پکڑ کر کہا کہ: "دینی مدارس پر قبضہ تو دور کی بات ہے ہم تو محکمہ اوقاف کی مساجد کو سنبھال نہیں سکتے اور مولانا عبداللہ (شہید) جو ہماری اوقاف کی مسجد کے خطیب اور سرکاری ملازم ہیں ان کو قابو نہیں کر سکتے تو اتنے بڑے بڑے علماء کرام کو قابو کرنے کا تصور کیسے کر سکتے ہیں۔" اس طرح جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور میں اس منصوبہ کو ناکام بنایا۔ بے نظیر کے پہلے دور میں بے نظیر اور جنرل نصیر اللہ بابر نے دینی مدارس پر قدغن لگانے کی کوشش کی۔ قائد جمعیت علماء اسلام مولانا فضل الرحمن میدان عمل میں اترے اور حکومت وقت کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر للکارا کہ اگر حکومت کے گندے ہاتھ مدارس کی طرف اٹھے تو ان ہاتھوں کو کاٹ دیا جائے گا اور جو نگاہیں غلط انداز میں دینی مدارس کی طرف رخ کریں گی ان آنکھوں کو نکال دیا جائے گا۔ جمعیت علماء اسلام دینی مدارس کے تحفظ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی۔ قائد جمعیت علماء اسلام کے اس اعلان نے حکومت کو دم دبا کر بھاگنے پر مجبور کیا اور الحمدللہ دینی مدارس اپنے فرائض منصبی کو ادا کرتے رہے۔ اب ہماری موجودہ حکومت جو اسلام کے نام پر بھاری مینڈیٹ لے کر آئی ہے اور شریعت کا نفاذ جس کا اولین مقصد ہے اور جس کے سربراہ بار بار لوگوں کو ڈرانے کے لئے طالبان کے طرز انقلاب اور نظام کی دھمکی دیتے رہتے ہیں' لیکن عملی طور پر یہ حال ہے کہ ان کے دور میں جمعہ کی چھٹی ختم کی گئی' جو بے نظیر جیسی عورت نہیں کر سکی تھی' سودی نظام کو تحفظ دیا گیا' ٹیلی ویژن پر عریانی اور فحاشی کو فروغ دینے کے لئے طرح طرح کے پروگرام چل رہے ہیں' کوشش کی جارہی ہے کہ ملک کو سیکولر بنایا جائے۔ اس حکومت نے پہلے تو دہشت گردی اور فرقہ واریت کی آڑ میں مدارس پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی' کئی مدرسوں پر چھاپے مارے یہاں تک کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جو کہ صرف اور صرف قادیانیت کے خلاف کام کرتی ہے' اس کے مرکزی دفتر پر چھاپہ مارا' جب وہ اس طرح اور اس کو کنٹرول کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے تو اب مدارس کی آزادی پر قدغن لگانے کی کوشش کی جارہی ہے' ایک دفعہ سے مدارس کی رجسٹریشن پر پابندی عائد کر دی تھی اور اب پھر مدارس میں روزمرہ ایجنسیوں کو بھیج

کر تحقیقات کرائی جارہی ہیں اور ان کو تنگ اور ہراساں کیا جارہا ہے‘ اس سلسلے میں پہلے جمیعت علماٗ اسلام کے قائد مولانا فضل الرحمٰن نے واضح طور پر کہہ دیا کہ اگر ایسے افراد آئے تو ہم ان کو مار کر بھگادیں گے اور کسی صورت میں ہم ان حکومتی ہتھکنڈوں کو کامیاب ہونے نہیں دیں گے‘ لیکن اب جبکہ حکومت حد سے بڑھنے لگی‘ خاص کر صوبہ سرحد اور پنجاب میں‘ تو جمیعت علماٗ اسلام کی جانب سے اس سلسلے میں ایک عظیم الشان ”تحفظ مدارس کانفرنس“ پشاور میں گزشتہ دنوں منعقد کی گئی۔ جس میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے واضح طور پر اعلان کیا کہ کسی صورت میں دینی مدارس میں مداخلت کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اور اگر حکومت نے کوئی ایسا اقدام کیا تو اس کی مزاحمت کی جائے گی۔ مولانا فضل الرحمٰن کا یہ اعلان دارالعلوم دیوبند کے علماٗ حق کے تحفظ مدارس کے سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے اور جمیعت علماٗ اسلام نے اس موقع پر یہ اعلان کرکے جمیعت علماٗ اسلام کا کردار واضح کیا ہے اس لئے ہم جمیعت علماٗ اسلام کے اس اقدام کی بھرپور حمایت کرتے ہوئے اس عزم کا اظہار کرتے ہیں کہ علماٗ حق اور حزب المجاہدین کے تمام کارکنان دینی مدارس کے تحفظ کے لئے بھرپور قربانی دیں گے۔ مولانا فضل الرحمٰن کا یہ اعلان وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اس اعلان سے انہوں نے مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی یاد تازہ کردی ہے۔ تمام علماٗ کرام اور دینی جماعتوں کو اس اعلان پر لبیک کہنا چاہئے۔

حاجی محمد فاروق صاحب سکھر والوں کی رحلت

۲۰ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ مطابق ۷/ مئی ۱۹۹۹ء کو جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب تہجد کے وقت مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب کے خلیفہ ارشد شیخ طریقت حاجی محمد فاروق صاحب دار فانی سے دار بقا کی طرف تشریف لے گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) حضرت حاجی محمد فاروق صاحب جمعہ کو کراچی میں ایک تقریب نکاح میں شرکت کے لئے سکھر ایکسپریس سے اپنے عزیز و اقارب کے ہمراہ کراچی سفر کررہے تھے کہ حیدرآباد کے قریب داعی اجل کا بلاوا آگیا اور آپ کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

حضرت حاجی محمد فاروق صاحب سلسلہ امدادیہ تھانویہ سے خصوصی نسبت رکھتے تھے‘ پہلے آپ نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تھی اور راہ سلوک کی منازل طے کررہے تھے کہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اجل مسیح الامت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع کیا اور تصوف کی منزلیں طے کیں۔ مجاہدات کے بعد حضرت مولانا مسیح اللہ خان نے آپ کو خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا۔ آپ ابتدا ہی سے سکھر میں مقیم تھے۔ سکھر کو قیام پاکستان کے بعد یہ خصوصیت حاصل رہی کہ اس کو علماٗ کرام کا شہر کہا جاتا تھا اور اس میں باشرع اصحاب کی کثرت تھی۔ حضرت مولانا محمد احمد تھانوی‘ حکیم ابراہیم صاحب‘ ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب‘ مولانا شاہد تھانوی‘ مولانا محمد مراد صاحب‘ مولانا محمد انور صاحب اور کئی بزرگ ہستیاں قیام فرما تھیں اور ان کی وجہ سے اکابر کی تشریف آوری ہوتی تھی۔ مولانا محمد احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے جامعہ اشرفیہ کا تین روزہ جلسہ تو ایک طرف نیکیوں کا موسم ہوتا تھا‘ پورے سکھر شہر میں علماٗ کرام کی آمد کی دھوم ہوتی تھی اور خوب رونقیں ہوتیں۔ تمام طبقے کے اکابر کا اجتماع‘ مولانا مفتی محمود‘ مولانا غلام غوث ہزاروی‘ حضرت بنوری‘ مولانا غلام خان‘ مولانا عبدالحق (رحمہم اللہ) اور دیگر اکابر کی تقاریر سے ایک سماں بندھ جاتا۔ سکھر کے تمام اکابر ان بزرگوں کی خدمت میں پیش پیش ہوتے۔ مفتی خلیل صاحب کے کئی کئی دن کے اصلاحی پروگرام سکھر کے دینی ماحول کے لئے بہت ہی مفید ثابت ہوتے۔ حضرت حاجی محمد فاروق صاحب بھی اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی تھے۔ گزشتہ کئی سال سے آپ کے اصلاحی پروگرام بہت زیادہ مقبول تھے اور سلسلہ تھانویہ کے مریدین آپ سے وابستہ ہو کر اصلاح کی راہ پر لگ گئے تھے۔ سکھر کے علاوہ کراچی‘ لاہور اور ملک بھر میں آپ کے مریدین کی بہت بڑی تعداد تھی جو آپ کے ذریعہ تزکیہ نفس کے منازل طے کررہے تھے۔ انگلینڈ‘ جنوبی افریقہ اور یورپ وغیرہ میں بھی آپ کے اصلاحی پروگرام بہت زیادہ مقبول تھے۔ آپ نے ”مکتبۃ النور“ کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا تھا‘ جس کے تحت مختلف کتب شائع ہوتی تھیں۔ آپ کے ملفوظات تمام مریدین میں بہت زیادہ مقبول تھے جن کے آٹھ حصے شائع ہوچکے ہیں۔ آپ کی وفات سے مریدین اور سلسلہ تھانویہ کے متعلقین اور متوسلین ایک عظیم ہستی سے محروم ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور لغزشوں کو معاف فرمائے۔ حضرت اقدس شیخ المشائخ خواجہ خواجگان مولانا خان محمد صاحب‘ مرشدی حضرت اقدس حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی‘ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری‘ مولانا اللہ وسایا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام کارکن حضرت کے اہل خانہ سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت حاجی محمد فاروق صاحب کے درجات کو بلند فرمائے۔ (آمین)

حضرت مولانا ظہور احمد

مرزا قادیانی کی نام نہاد اسلامی خدمات

خاندانی خدمات کے تذکرہ کے بعد اپنی کارگذاری کو اس طرح بیان کرتے ہیں' جس سے دعوی نبوت وغیرہ کی اصل غرض پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

"سو میرے پاس دنیا کا مال اور دنیا کے گھوڑے اور دنیا کے سوار تو نہیں تھے بجز اس کے کہ عمدہ گھوڑے قلموں کے مجھ کو عطا کئے گئے' اور کلام کے جواہر مجھ کو دیئے گئے....

پس اس الٰہی اور آسمانی دولت نے مجھے غنی کر دیا اور میرے افلاس کا تدارک کیا اور مجھے روشن کیا اور میری رات کو منور کر دیا اور مجھے منعموں میں داخل کیا' سو میں نے چاہا کہ اس مال کے ساتھ گورنمنٹ برطانیہ کی مدد کروں اگرچہ میرے پاس روپیہ اور چھریں تو نہیں اور نہ میں مالدار ہوں' سو میں اس کی مدد کے لئے اپنے قلم اور ہاتھ سے اٹھا اور خدا میری مدد پر تھا' اور میں نے اس زمانہ سے خدا تعالیٰ سے یہ عہد کیا کہ کوئی مبسوط کتاب بغیر اس کے تالیف نہ کروں گا جو اس میں احسانات قیصرہ ہند کا ذکر ہو اور نیز اس کے تمام احسانوں کا ذکر ہو جن کا شکر مسلمانوں پر واجب ہے۔" (نور الحق حصہ اول صفحہ ۲۸'۲۹)

سو میں نے کئی کتابیں تالیف کیں اور ہر ایک کتاب میں میں نے لکھا کہ دولت برطانیہ مسلمانوں کی محسن ہے اور مسلمانوں کی اولاد کی ذریعہ معاش ہے' پس کسی کو ان میں سے جائز نہیں جو اس پر خروج کرے اور باغیوں کی طرح اس پر حملہ آور ہو' بلکہ ان پر اس گورنمنٹ کا شکر واجب ہے اور اس کی اطاعت ضروری ہے کیونکہ یہ گورنمنٹ مسلمانوں کے خونوں اور مالوں کی حمایت کرتی ہے اور ہر ایک ظالم کے حملہ سے ان کو بچاتی ہے' اور درحقیقت اسی نے ہمیں بے قراریوں اور دل کے لرزوں سے بچایا سو اگر شکر نہ کریں ظالم ٹھہریں گے' پس شکر ہم پر ازروئے دین و دیانت کے واجب ہے اور جو شخص آدمیوں کا شکر نہیں کرتا اس نے خدا کا شکر بھی نہیں کیا' اور خدا انہیں کو دوست رکھتا ہے جو طریق انصاف پر چلتے ہیں۔" (نور الحق ص ۲۹ حصہ اول)

"سو میں نے اس مضمون کی کتابوں کو شائع کیا ہے اور تمام ملکوں اور لوگوں میں ان کو شہرت دی ہے اور ان کتابوں کو میں نے دور دور کی ولایتوں میں بھیجا ہے' جن میں سے عرب اور عجم اور دوسرے ملک ہیں تاکہ کج طبیعتیں ان نصیحتوں سے راہ راست پر آجائیں تاکہ وہ طبیعتیں اس گورنمنٹ کا شکر کرنے اور اس کی فرمانبرداری کے لئے صلاحیت پیدا کریں اور مفسدوں کی بلائیں کم ہو جائیں اور تاکہ وہ لوگ جانیں کہ یہ گورنمنٹ ان کی محسن ہے اور محبت سے اس کی اطاعت کریں' یہ میرا کام اور میری خدمت ہے اور خدا میری نیت کو جانتا ہے اور وہ سب سے بہتر محاسبہ کرنے والا ہے' اور میں نے یہ کام گورنمنٹ سے ڈر کر نہیں کیا اور نہ اس کے کسی انعام کا امیدوار ہو کر کیا ہے' بلکہ یہ کام محض اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق کیا ہے کیونکہ ہمارے نبی نے یہ حکم دیا ہے کہ ہم ان کی تعریف کریں جن کے ہم نعمت پروردہ ہیں اور ان کا ہم شکر کریں جن سے ہمیں نیکی پہنچتی ہو' پس اس وجہ سے میں نے اس گورنمنٹ کا شکر کیا اور جہاں تک بن پڑا اس کی مدد کی اور اس کے احسانوں کو ملک ہند سے باہر عرب اور روم تک شائع کیا اور لوگوں کو اٹھایا کہ اس کی فرمانبرداری کریں اور جس کو شک ہو وہ میری کتاب براہین احمدیہ کی طرف رجوع کرے اگر وہ اس کے شک کو دور کرنے کے لئے کافی نہ ہو تو پھر میری کتاب تبلیغ کا مطالعہ کرے اگر اس سے بھی مطمئن نہ ہو تو پھر میری کتاب حمامۃ البشریٰ کو پڑھے اور اگر پھر بھی کچھ شک رہ جائے تو پھر میری کتاب شہادۃ القرآن میں غور کرے اور اس پر حرام نہیں ہے کہ اس رسالہ کو بھی دیکھے تاکہ اس پر کھل جائے کہ میں نے کیونکر بلند آواز سے کہہ دیا ہے کہ اس گورنمنٹ سے جہاد حرام ہے اور جو لوگ ایسا خیال رکھتے ہیں وہ خطا پر ہیں"

پس اے آنکھوں والو! سوچو کہ میں نے یہ کام کیوں کئے' کیوں یہ جن میں جہاد کی سخت ممانعت لکھی ہے ملک عرب اور دوسرے اسلامی ملکوں میں بھیجیں........

کیا میرے لئے ان کتابوں کو ایسے ملکوں میں بھیجنے میں جو حکومت انگریزی میں داخل نہیں تھے بلکہ وہ اسلامی ملک تھے اور ان کے خیال بھی اور تھے' کچھ اور فائدہ تھا.....

پس میرا خلوص اس گورنمنٹ سے اس قدر ثابت ہوا اور میں نے اس قدر دلائل سے ثابت کیا

جو دانشمندوں کے لئے کافی ہے۔" نورالحق حصہ اول ص اول ۲۹٬۳۰٬۳۱٬۳۲ اور میرا عربی کتابوں کو تالیف کرنا تو انھیں عظیم الشان غرضوں کے لئے تھا اور میری کتابیں عرب کے لوگوں کو برابر پے در پے پہنچتی رہیں' یہاں تک کہ میں نے ان میں تاثیر کے نشان پائے اور بعض عرب میرے پاس آئے اور بعض نے خط و کتابت کی' اور بعضوں نے بدگوئی کی اور بعض صلاحیت پر آگئے اور موافق ہوگئے جیسا کہ حق کے طالبوں کا کام ہے۔(نورالحق صفحہ ۳۲)

چنانچہ مرزاصاحب کی وفات کے بعد دس سال کے اندر ہی حکومت ترکیہ کو بغاوت یمن' بغاوت عسیر' جنگ طرابلس' جنگ بلقان' بغاوت شریف مکہ' عراق و نجم کے شیوخ کی غداری کا مقابلہ کرنا پڑا' کرنل لارنس نے مرزاصاحب کی پیدا کردہ فضا میں خوب کام کیا اور مسلمانان عالم کے سرمایہ سے تیار کردہ حجاز ریلوے کو اکھاڑ کر بدوؤں کی مسلح فوج مرتب کر کے ترکی افواج کا کافیہ تنگ کر دیا' تیرہ سو سال کے بعد پہلی مرتبہ مسلمانوں کا قبلہ اول مسلمانوں کے ہاتھ سے گیا اور اس تمام جدوجہد کا نتیجہ یہ نکلا کہ عراق و فلسطین ماورائے اردن' نجد و حجاز و عسیر اور جزیرۃ العرب کے بہت بڑے حصہ پر اور مصر و طرابلس پر مثلیث کا علم لہرانے لگا اور مدعی مسیحیت کی مراد پوری ہوئی اور عیسائیت غالب رہی' اسلام مغلوب ہوا' صیہونیت کی تحریک سے فلسطین کے عربوں میں اسلامی جوش پیدا ہوا تو مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے نہایت پرجوش مرید جلال الدین شمس کو فلسطین میں بھیج دیا' مگر اب عالم اسلام بیدار ہو چکا ہے۔" جنگ عظیم کے موقعہ پر مرزا محمود صاحب نے فرمایا تھا کہ اگر مجھ پر بار خلافت نہ ہوتا تو میں حیثیت رنگروٹ برطانوی فوج میں شامل ہو کر وفاداری کی خدمات بجالاتا۔

انشاءاللہ ہم آگے بتائیں گے کہ اسلامی سلاطین کے متعلق مرزاصاحب کا کیا رویہ رہا۔

(۶) سلاطین اسلام کے خلاف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا پروپیگنڈا۔

گزشتہ دو نمبروں میں مرزاصاحب کی کلام سے نصاریٰ کی عظمت' عزت' عقل و دانش اور تدبیر و فراست کے اعلانات نقل کئے گئے تھے اور ساتھ ہی یہ ثابت کیا گیا تھا کہ مرزاصاحب کی زندگی کا مقصد سوائے تثلیث و صلیب کی خدمت کے اور کچھ نہ تھا اور مرزاصاحب کی مساعی کا نتیجہ خلافت اسلامیہ کی تباہی و بربادی اور اسلامی ممالک پر کفار کا غلبہ و استیلاء کی صورت میں نمودار ہوا۔

سلاطین اسلام کو جس نظر سے مرزاصاحب دیکھتے تھے وہ مندرجہ ذیل حوالہ سے ظاہر ہے' حالانکہ ان غریبوں کا قصور صرف یہی تھا کہ یہ لوگ یورپ کی مرض جوع الارض ہوس ملوکیت اور استعماری حکمت عملی کے راستہ میں سنگ گراں ثابت ہو رہے تھے۔"

"وہ سب کے سب اپنی ساری ہمت کے ساتھ زینت دنیا کی طرف جھک پڑے ہیں' اور شراب اور باجے اور نفسانی خواہشوں کے سوا انہیں کوئی اور کام ہی نہیں' وہ فانی لذتوں کے حاصل کرنے کے لئے خزانے خرچ کر ڈالتے ہیں' وہ شرابیں پیتے ہیں اور نہروں کے کنارے اور بہتے پانیوں اور بلند درختوں کے پاس...... اور کوئی خبر نہیں کہ رعیت و ملت پر کیا بلائیں ٹوٹ رہی ہیں' انہیں امور سیاسی اور لوگوں کے مصالح کا کوئی علم نہیں اور ضبط امور اور عقل و قیاس سے انہیں کچھ بھی حصہ نہیں ملا...... یہی وجہ ہے کہ شکست پر شکست دیکھتے ہیں اور ہر روز تنزل اور کمی میں ہیں...... کیا تم دعویٰ کرتے ہو کہ وہ اسلام کے خلیفہ ہیں' ایسا نہیں بلکہ وہ زمین کی طرف جھک گئے ہیں اور تقویٰ سے انہیں کہاں حصہ ملا ہے' اس لئے ہر ایک سے جو ان کی مخالفت کے لئے اٹھ کھڑا ہوا' شکست کھاتے ہیں اور باوجود کثرت لشکر اور دولت و شوکت کے بھاگ نکلتے ہیں' یہ سب اثر اس لعنت کا جو آسمان سے ان پر برستی ہے...... دنیا کی فانی لذتوں اور لہو و لعب میں سخت حریص ہو گئے اور ساتھ اس کے خود بینی اور گھمنڈ اور خود نمائی کے ناپاک عیب میں اسیر ہیں' دنیا میں ست اور ہار کھائے ہوئے اور گندی خواہشوں میں چست و چالاک ہیں' سو ایک پست ہمت کو بزرگی کیونکر دی جائے اور ایک فضلہ کو فضیلت اور مرتبہ کیونکر مرحمت ہو' اس لئے کہ انہوں نے خواہشوں سے انس پکڑ لیا اور اپنی رعیت اور دین کو فراموش کر دیا اور پوری خبرگیری نہیں کرتے' بیت المال کو باپ دادوں سے وراثت میں آیا ہوا مال سمجھتے ہیں اور رعایا پر اسے خرچ نہیں کرتے اور گمان کرتے ہیں کہ ان سے پرسش نہ ہوگی اور خدا کی طرف لوٹنا نہ ہوگا..... اگر تم ان کے فعلوں پر اطلاع پاؤ تو تمہارے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور حیرت تم پر غالب آ جائے' سو غور کرو کیا یہ لوگ دین کو پختہ کرتے اور اس کے مددگار ہیں کیا یہ لوگ گمراہوں کو راہ بتاتے اور اندھوں کا علاج کرتے ہیں' نہیں نہیں بلکہ ان کے اغراض و مقاصد اور ہی ہیں جنہیں صبح و شام پورا کرتے ہیں انہیں شریعت کے احکام سے نسبت ہی کیا بلکہ وہ تو چاہتے ہیں کہ اس کی قید سے نکل کر پوری بے قیدی کی زندگی بسر کریں اور خلفاء صادقین کی سی قوت و عزیمت ان میں کہاں اور صالح و پرہیزگاروں کا سا دل کہاں' جس کا شیوہ حق و عدالت ہو بلکہ آج خلافت کے

تخت ان صفات سے خالی ہیں اور ان پر جسم بلا روح ٹھائے گئے ہیں بلکہ وہ مردوں سے بھی زیادہ ردی ہیں اور ان کا وجود اسلام کے حق میں بڑی مصیبت ہے اور دین کے لئے ان کے دن تخت ہی منحوس ہیں...... سو ایسے لوگوں کو خدا سے کیونکر مدد ملے جبکہ ان کے ایسے پر معصیت اور برے اعمال ہوں بلکہ ان عیش پسند بادشاہوں کا وجود مسلمانوں پر خدا تعالیٰ کا بھاری غضب ہے جو ناپاک کیڑوں کی طرح زمین سے لگ گئے ہیں اسی سبب سے آسمان کی نصرت ان کا ساتھ نہیں دیتی اور لوٹ ہی کافروں کی آنکھ سے ان کا خوف رہا ہے جیسے کہ پرہیزگار بادشاہوں کی خاصیت ہے بلکہ یہ کافروں سے یوں بھاگتے ہیں جیسے شیر سے گدھے اور لڑائی کے میدان میں ان کے دو ہزار کے لئے دو کافر کافی ہیں پس اس بزدلی اور ادبار کا سبب بجز بدکاروں کی طرح عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنے کے اور کچھ نہیں اور ایسی خیانت اور گمراہی کے ہوتے انہیں کیونکر خدا سے مدد ملے۔"

اس لئے کہ خدا اپنی دائمی سنت کو تبدیل نہیں کرتا اور اس کی سنت ہے کہ کافر کو تو مدد دیتا ہے پر فاجر کو ہرگز نہیں دیتا یہی وجہ ہے کہ نصرانی بادشاہوں کو مدد مل رہی ہے اور وہ ان کی حدوں اور مملکتوں پر قابض ہو رہے ہیں اور ہر ایک ریاست کو دبائے چلے آ رہے ہیں۔ (ماخوذ از الہدیٰ و تبصرۃ لمن یریٰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ ۳۸ تا ۴۳)

مرزا صاحب کا دعویٰ یہ تھا کہ وہ تجدید و اصلاح امت کی غرض سے مبعوث ہوئے ہیں اگر مرزا اپنے دعویٰ میں سچا ہوتا تو مذکورہ بالا خرابیاں دور ہو کر دنیا پر اسلام کا سیاسی تسلط رونما ہوتا۔ مگر مرزا صاحب نے مسلمانوں کے حوصلے پست کرنے اور ان کو اپنی نظروں میں ذلیل کرنے کی سعی کے بعد بہانگ دہل حسب ذیل دعویٰ اسلامی ممالک کے سامنے پیش کیا۔ گویا تمام مصائب کے علاج کے لئے واحد نسخہ تجویز فرمایا۔

(۷) مرزا صاحب کا اصل دعویٰ "میرا یہ دعویٰ ہے کہ تمام دنیا میں گورنمنٹ برطانیہ کی طرح کوئی دوسری گورنمنٹ ایسی نہیں جس نے زمین پر ایسا امن قائم کیا ہو، میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ ہم پوری آزادی سے اس گورنمنٹ کے تحت میں اشاعت حق کر سکتے ہیں یہ خدمت ہم مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں بیٹھ کر بھی ہرگز بجا نہیں لاسکتے اگر یہ امن اور آزادی اور بے تعصبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت عرب میں ہوتی تو وہ لوگ ہرگز تلوار سے ہلاک نہ کئے جاتے۔"

(ازالہ اوہام تقطیع خورد (حصہ اول حاشیہ ص ۵۴)

گورنمنٹ کی طرف سے جس قدر اسباب آرام اور امن اور خوشحالی کے رعیت کے لئے مہیا کئے گئے ہیں ان کا شمار کرنا مشکل ہے گویا ان کی اس زندگی کو بہشت کا نمونہ بنا دیا گیا ہے۔ (ص ۵۵، کتاب مذکور بالا)

ہم اور ہماری ذریت پر یہ فرض ہو گیا کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکرگزار رہیں (ص ۱۳۲ کتاب مذکورہ)

ہر ایک سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہئے کہ انگریزوں کی فتح ہو کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں، سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ برطانیہ سے کینہ رکھے، اگر ہم ان کا شکریہ نہ کریں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے بھی ناشکرگزار ہیں کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور پا رہے ہیں وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پا سکتے ہرگز نہیں پا سکتے" (جلی قلم سے بر صفحہ ۵۰۹ کتاب مذکور)

اس دعویٰ کو مع دلائل مرزا صاحب نے ممالک اسلامیہ میں مشتہر کیا اور انہی مقاصد کے حصول کے لئے تمام عمر سرگرم رہے، جیسا کہ کہتے ہیں کہ "پس اسی وجہ سے میں نے اس گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا اور جہاں تک بن پڑا اس کی مدد کی اور اس کے احسانوں کو ملک ہند سے بلاد عرب اور روم تک شائع کیا اور لوگوں کو اٹھایا کہ اس کی فرمانبرداری کریں اور میرا عربی کتابوں کا تالیف کرنا انہی عظیم الشان غرضوں کے لئے تھا۔" (نور الحق ص ۳۲)

(۸) جماعت مرزائیہ کے قیام کی اصلی غرض "ازالہ اوہام تقطیع خورد صفحہ ۸۴۹ کے حاشیہ پر مرزا صاحب بیعت کے شرائط وغیرہ کے نیچے تحریر کرتے ہیں وہ اس پاک باطن جماعت کے وجود سے گورنمنٹ برطانیہ کے لئے انواع و اقسام کے فوائد متصور ہوں گے جن سے اس گورنمنٹ کو خداوند عزوجل کا شکرگزار ہونا چاہئے، ازاں جملہ ایک یہ کہ یہ لوگ سچے جوش اور دلی خلوص سے اس گورنمنٹ کے خیرخواہ اور دعاگو ہوں گے کیونکہ بموجب تعلیم اسلام حقوق عباد کے متعلق اس سے بڑھ کر کوئی گناہ کی بات اور خبث اور ظلم اور پلید راہ نہیں کہ انسان جس سلطنت کے زیر سایہ بامن و عافیت زندگی بسر کرے اور اس کی حمایت سے اپنے دینی و دنیاوی مقاصد میں باز آوے کوشش کر سکے، اسی کا بدخواہ اور بداندیش ہو بلکہ جب تک ایسی گورنمنٹ کا شکرگزار نہ ہو تب تک وہ خدا تعالیٰ کا بھی شکرگزار نہیں۔ پھر دوسرا فائدہ اس بابرکت گروہ کی ترقی سے گورنمنٹ کو یہ ہے کہ ان کا عملی طریق موجب انسداد جرائم ہے۔

☆☆☆..........☆..........☆☆

مولانا مفتی غلام جیلانی بالاکوٹی

تحفظِ ختمِ نبوت۔ مشاہیرِ اُمّت کی نظر میں

الحمد للہ الذی خلق اللوح والقلم والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ ولا رسول بعدہ

معزز قارئین کرام کسی شئی کی ابتدا کے ساتھ اس کی فنا بھی لازم ہے پوری کائنات کو فنا ہے بقا صرف خالق کائنات کو ہے میدان عمل کے بعد زمانہ احتساب اور جاء جزا و سزا لازم ہوتی ہے۔ اگر یہ نظام نہ ہو تو ظالم اور مظلوم میں تمیز محال ہے' عدل وانصاف بے معنی و مقصد ہو کر رہ جائیں۔ رب العزت نے دنیا کو میدان عمل اور روز قیامت کو زمانہ احتساب جنت و دوزخ کو جاء جزا و سزا بنایا کہ بنی نوع انسان جس طرح کے عمل دنیا میں کریں گے قیامت کے روز احتساب عمل ہوگا عدل و انصاف کے ساتھ ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا' حکم الٰہی کی تعمیل کرنے والوں کی جزا جنت سرکشی و نافرمانی کی سزا دوزخ ہوگی رب کریم کسی پر ظلم نہیں کرتا' جب سے انسان میدان عمل میں آیا تو اس کو اللہ نے دونوں راستوں کی نشاندہی کردی کہ یہ میرا راستہ ہے اور دوسرا شیطان کا راستہ ہے اور اس یاد دہانی کے لئے جب بھی ضرورت پڑی تو اللہ نے اپنی سنت کے مطابق انسانیت کو صراط مستقیم دکھانے کے لئے نبی بھیجا جس قوم کا کفر و ضلالت احاطہ کرلے حق 'باطل کا امتیاز نہ رہے تو خداوند کریم اپنی رحمت کاملہ سے کوئی نبی مبعوث فرمادیتے ہر قوم میں' ہر زمانہ میں ان میں سے ایک نبی مبعوث ہوتا تھا جو قوم کی ظاہری' باطنی اخلاقی اصلاح کرتا اور ان کو صراط مستقیم دکھاتا بالآخر میدان عمل کی تکمیل اور روز احتساب کا آنا ضروری تھا تاکہ بد اور نیک میں تمیز کا دن آئے تاکہ عدل وانصاف کا معاملہ ہو اگر ایسا نہ ہوتا تو اس میدان عمل میں نیک اور بد کی امتیازی حیثیت کوئی معنی نہ رکھتی۔ یوم قیامت سے پہلے سلسلہ نبوت کا خاتمہ ضروری تھا اور ایسے نبی کی ضرورت تھی جس میں وہ تمام اوصاف کمالیہ موجود ہوں جو اس سے پہلے تمام انبیا میں انفرادیت کے ساتھ پائے جاتے تھے وہ ہستی اور شخصیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ چنانچہ آپ کو خاتم النبیین بنا کر مبعوث کیا گیا آپ پر سلسلہ نبوت کو ختم کردیا گیا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پہلے کی طرح اس امت میں کفر اور اسلام کا امتیاز باقی نہ رہا تو اصلاح کون کرے گا؟ تو اس اشکال کا جواب آپ ﷺ کے اس فرمان مبارک میں موجود ہے:

"میری امت میں ہمیشہ ایک جماعت حق پر قائم رہے گی جو اپنے مقابل پر غالب رہے گی' یہاں تک کہ اللہ کا امر آجائے اور عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں۔" (مسند احمد ص ۴۲۹' ج اول)

یعنی نبوت والا کام امت کی جماعت حق کے سپرد ہوا اور سلسلہ نبوت ختم ہوا واقعی چودہ سو سال کی تاریخ گواہ ہے کہ امت میں ایک جماعت ضرور رہی ہے جس نے کفر و ضلالت کا مقابلہ کیا۔

آپ ﷺ کے انتقال فرمانے کے بعد فتنہ پھیلا اور صحابہ کرامؓ نے بڑی جان فشانی سے مقابلہ کیا سیدنا صدیق اکبرؓ سے لے کر تا حال مشاہیر اسلام نے دین اسلام کے بنیادی مسئلہ ختم نبوت کی بڑی حفاظت کی' جس طرح ایک محل کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ اس کی دیواروں' ستونوں کی حفاظت کی جائے تاکہ اس کی بنا قائم رہے' اسی طرح دین اسلام کی بقا کے لئے ضروری ہے کہ ختم نبوت کی حفاظت کی جائے فرعونی طاقتوں نے دین اسلام کی بنیادوں کو کمزور کرنے کے لئے جھوٹے نبی پیدا کئے لیکن علما' صلحا امت نے ان جھوٹے نبیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اس مسئلہ کے لئے پوری پوری زندگی صرف کردی۔

معزز قارئین کرام! مسئلہ ختم نبوت کو ذرا مشاہیر امت کی نظر میں دیکھتے ہیں مختصرا ان حضرات کی نظر میں پیش کروں گا:

صحابہ کرامؓ کی نظر میں:

آپ ﷺ کے انتقال کے بعد صحابہ کرامؓ نے سب سے پہلے جہاد منکر ختم نبوت کے ساتھ کیا' مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا' بڑی جماعت اس کی پیرو ہوگئی ان کی سرکوبی کے لئے سیدنا صدیق اکبرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی امارت میں صحابہ کرام مہاجرین' انصار اور

تابعین کا ایک عظیم لشکر مسیلمہ کذاب کے ساتھ جہاد کے لئے یمامہ روانہ کیا۔ یاد رہے جہاد کفار مرتدین اسلام سے ہوتا ہے معلوم ہوا اس واقعہ سے کہ صحابہ کرامؓ کی نظر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد کسی شخص کا دعوائے نبوت کرنا خواہ وہ کسی تاویل اور کسی پیرایہ سے ہو باجماع صحابہ موجب کفر وارتداد ہے' واجب القتل ہے۔ (تاریخ طبری ص ۲۴۴/ج ۳)

خلیفہ عبدالملکؒ بن مروانؒ کی نظر میں :

خلیفہ عبدالملکؒ بن مروانؒ کی خلافت کے زمانہ میں ایک بدبخت کذاب حارث نامی ایک شخص نے دعوائے نبوت کیا' خلیفہ کے زمانہ میں صحابہ اور تابعین علماً موجود تھے خلیفہ نے اس کے بارے میں ان سے فتویٰ لیا' انہوں نے اس کے قتل کا متفقہ فتویٰ جاری کیا۔ خلیفہ نے اسے قتل کیا اور سولی پر چڑھایا۔ (شفا قاضی عیاض)

خلیفہ ہارون الرشیدؒ کی نظر میں :

خلیفہ ہارون الرشیدؒ کے عہد خلافت میں بھی ایک بدبخت کذاب شخص نے دعوائے نبوت کیا اور کہا کہ میں نوح علیہ السلام ہوں' کیونکہ عمر نوح علیہ السلام کے ایک ہزار سال پورے ہونے میں پچاس سال باقی ہیں وہ کی جس کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے' اس کی دلیل قرآن کریم سے پیش کرنے کی جسارت کی ﴿الف سنۃ الا خمسین عاما﴾ اور کہا کہ اس آیت سے بھی نوح علیہ السلام کی عمر باقی ماندہ معلوم ہوتی ہے' خلیفہ ہارون الرشیدؒ نے علماً سے فتویٰ طلب کیا اور حکم ارتداد اس کی گردن ماردی اور پھر عبرت کے لئے سولی پر لٹکادیا۔ (کتاب المحاسن والمساوی للبیہقی ص ۹۴/ج ۱)

محدث ابو نعیم کی نظر میں :

حضرت سعد بن ثابتؓ سے روایت کرتے ہیں کہ یہود بنی قریظہ و بنی نضیر کے پادری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات بیان کیا کرتے تھے' جب کوکب رحم طلوع ہوا تو سب نے متفقہ طور پر کہا ﴿انہ نبی وانہ لا نبی بعدہ واسمہ احمد﴾ (خصائص ص ۲۷ ج ۱)

ابو نعیم زیاد بن عبیدؓ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ مدینہ کے ایک ٹیلہ پر تھے اچانک یہ آواز سنی :

"اے اہل یثرب! خدا کی قسم بنی اسرائیل کی نبوت جاتی رہی' یہ ستارہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت کے ساتھ طلوع ہوا اور وہ آخر الانبیاً ہیں اور ان کی ہجرت کی جگہ یثرب (مدینہ منورہ) ہے۔" (خصائص ص ۲۷' ج ۱)

معزز قارئین! یہ تو وہ بزرگان امت تھے جنہوں نے ماضی بعید میں تحفظ ناموس رسالت ﷺ کا بیڑا اٹھایا آیئے ایک نظر ماضی قریب کے مشاہیر امت علماً دیوبند کی نظر میں مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت پر نظر ڈالتے ہیں :

جب مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوائے نبوت کیا تو علماکرام سراپا احتجاج بن گئے اور اس لعین کے دجل و فریب سے امت محمدیہ کو آگاہ کرنے کے لئے تن من دھن کی بازی لگادی چونکہ برصغیر میں انگریزی حکومت تھی اور مرزا بھی ان کا خود کاشتہ پودا تھا لہذا اس کو پھانسی کے گھاٹ اتارنا علماً کے لئے مشکل عمل تھا۔ اب صرف ایک راہ تھی علماکرام کے لئے کہ وہ مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچائیں یہ تحریک بڑی محنت' اخلاص سے چلتی رہی وہ وقت بھی آیا کہ اس لعین کو سرکاری سطح پر مرتد اور اس کے ماننے والوں کو خارج از اسلام قرار دیا گیا' ذرا غور کیجئے ہمارے اکابر کی نظر میں اس مسئلہ کی اہمیت کیا تھی :

ختم نبوت اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ :

بانی دارالعلوم دیوبند حضرت نانوتویؒ نے مسئلہ ختم نبوت کو اپنی کتاب "تحذیر الناس" جو ایک استفتا کا جواب ہے اس میں علمی اور تحقیقی طور پر بیان کیا ہے۔ مسئلہ ختم نبوت پر بحث کرتے ہوئے محدثانہ' فقیہانہ' اور متکلمانہ بلکہ منطقیانہ انداز میں ٹھوس اور واضح دلائل کے ساتھ خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت ثابت کی ہے فرماتے ہیں :

"ختم نبوت کے تین درجات اور مراتب ہیں ختم نبوت مرتبی' ختم نبوت مکانی' ختم نبوت زمانی' حضرت نانوتویؒ تمام درجات کو تسلیم کرتے ہوئے فرماتے ہیں اعلیٰ درجہ اور اہم ختم نبوت مرتبی ہے' جو زمانہ کے لئے علت ہے اور آپ ﷺ بایں معنی خاتم النبیین ہیں کہ نبوت کے تمام درجات مراتب اور کمالات آپ ﷺ پر ختم ہیں اور سارا کی کائنات میں آپ کے اوپر کسی اور کا درجہ نہیں ہے' ہاں آپ کے

اوپر صرف خالق کائنات کا درجہ ہے۔"
(تحذیر الناس ص ۱۰'۱۱)

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ:

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی شخصیت سے کون ناواقف ہو گا یہ وہ ہستی ہیں جنہوں نے اپنی ساری زندگی عشق محمد ﷺ میں لگادی پوری عمر ختم نبوت کا تحفظ کیا اور علامہ اقبالؒ کے اس شعر کا نمونہ تھے شاہ جیؒ۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے

حضرت شاہ جیؒ فرماتے ہیں "ختم نبوت کی حفاظت میرا ایمان ہے جو شخص بھی اس ردا کو چوری کرے گا میں اس کے گریبان کی دھجیاں پھاڑ دوں گا۔ میں میاں (حضرت محمد ﷺ کو شاہ جی میاں کہا کرتے تھے) کے سوا کسی کا نہیں' نہ اپنا نہ پرایا' میں انہی کا ہوں وہی میرے ہیں۔"
(ہفت روزہ ختم نبوت جلد ۵ شمارہ ۵)

امام العصر حضرت انور شاہ کشمیریؒ:

جب قادیانی فتنہ نے سر اٹھایا تو اس کی نگرانی اور پالا پوسی انگریز نے کی اس مرتد فتنہ کی سرپرستی برطانیہ کی گوری حکومت کر رہی تھی مرزائیت کا ضمیر و خمیر برطانیہ میں تھا' چونکہ انگریز کا مشن یہ تھا کہ منکرین جہاد کو پوری دنیا میں ہندوستان سے پھیلایا جائے اس کے لئے وہ مرزائیت کو ایسے پالتے تھے جیسے کوئی باپ اپنے اکلوتے بیٹے کی پرورش کرتا ہے۔

مادیت کے دور میں اس مالدار فتنہ کا مقابلہ کرنا اہل حق کے لئے آسان نہ تھا جن کے پاس ایک وقت کا کھانا ہے تو دوسرے وقت گھر میں چولہا نہ جلے لیکن علماء امت نے مقابلہ کیا اور تحفظ ختم نبوت کے لئے قیمتی جانیں تک قربان کر دیں۔

اکابرین امت میں امام العصر علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کا کارنامہ ناقابل فراموش ہے۔ حضرت امام العصر حضرت انور شاہ کشمیریؒ کو فتنہ قادیانیت نے ماہی بے آب کی طرح بے چین اور مضطرب کر دیا تھا حضرت علامہ بنوریؒ "نفحۃ العنبر" میں حضرت کشمیریؒ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں:

"جب یہ تاریک فتنہ پھیلا تو مصیبت عظمیٰ سے غم اور اضطراب کی ایک ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ کسی کروٹ چین نہ آتا تھا' رات کی نیند حرام ہو گئی' مجھے قلق تھا کہ قادیانی نبوت سے دین میں ایسا رخنہ واقع ہو جائے گا جسکو دور کرنا دشوار ہو گا۔ اسی قلق و اضطراب اور بے چینی میں چھ مہینے گزر گئے تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں القا کیا کہ عنقریب اس فتنہ کا شور و شغب انشاء اللہ جاتا رہے گا' اور اس کی قوت شوکت ٹوٹ جائے گی۔ چنانچہ ایک طویل مدت کے بعد میرا اضطراب رفع ہوا اور سکون قلب نصیب ہوا۔"
(بحوالہ الرشید دارالعلوم ص ۶۸۹)

ختم نبوت شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ اقبالؒ کی نظر میں:

معزز قارئین کرام! ڈاکٹر علامہ اقبالؒ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے دور اقبال میں کشمیر کمیٹی بنائی گئی' جس میں اکثریت قادیانیوں کی تھی علامہ اقبال کو اس کا صدر بنایا گیا۔ علامہ اقبالؒ کی معلومات میں یہ بات نہ تھی کہ اس میں اکثریت قادیانیوں کی ہے اور یہ کمیٹی ان کے مفاد میں بنائی گئی ہے' چنانچہ جب اس کی صدارت کے بارے میں علماء کرام کو علم ہوا کہ علامہ اقبالؒ جیسے ایک مدبر انسان کو اس کمیٹی کا صدر بنایا گیا ہے تو علماء کرام نے علامہ اقبالؒ کو کمیٹی چھوڑنے کا مشورہ دیا' علامہ اقبالؒ نے کمیٹی سے استعفیٰ دے دیا۔ ذرا دیکھئے ذیل میں علامہ اقبالؒ کی مسئلہ ختم نبوت کی شان میں عبارت مرقوم ہے جو مرزائیت کے منہ پر تمانچہ ہے:

"ختم نبوت کے تصور کی تہذیبی قدر و قیمت کی توضیح میں نے کسی اور جگہ کر دی ہے' اس کے معنی بالکل سلیس ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جنہوں نے اپنے پیروؤں کو ایسا قانون عطا کر کے جو ضمیر انسانی کی گہرائیوں سے ظہور پذیر ہوتا ہے' آزادی کا راستہ دکھایا ہے' کسی اور انسانی ہستی کے آگے روحانی حیثیت سے سرنیاز خم نہ کیا جائے' دینیاتی نقطہ نظر کو یوں بیان کر سکتے ہیں کہ وہ اجتماعی اور سیاسی تنظیم جسے اسلام کہتے ہیں مکمل اور ابدی ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی ایسے امام کا امکان ہی نہیں ہے جس سے انکار کفر کو مستلزم ہو' جو شخص ایسے اسلام کا دعویٰ کرتا ہے وہ اسلام سے غداری کرتا ہے۔" (حرف اقبالؒ متولفہ لطیف احمد شیروانی ص ۱۳ تا ۱۴)

معزز قارئین! مندرجہ بالا اقتباسات سے آپ کو خوب معلوم ہو گیا ہو گا کہ مسئلہ ختم نبوت کی امت مسلمہ میں کیا اہمیت و مقام رہا ہے۔ اکابرین نے تو اپنی ذمہ داری پوری کر دی مگر ان کا کاز' مشن تو آج بھی جاری ہے اب ہمیں نے آپ نے یہ دیکھنا ہے جہاں ہم اپنی جان' مال' عزت کا تحفظ کر رہے ہیں وہاں اپنے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی ختم نبوت کے لئے کیا کچھ کرتے ہیں' کیا ہمیں ان کی شفاعت کی ضرورت نہیں؟ غور طلب بات ہے!!!

☆☆........☆........☆☆

اہم یہ نہیں کہ آپ کیا کھاتے ہیں
بلکہ اہم یہ ہے کہ
آپ کتنا ہضم کرتے ہیں
زندہ رہنے کے لیے غذا بنیادی ضرورت سہی لیکن اس سے زیادہ اہم یہ ہے کہ آپ جو کچھ بھی کھاتے ہیں کیا وہ صحیح طور پر ہضم ہو کر جزو بدن بھی ہوتا ہے؟ صحت مند رہنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ کا نظام ہضم درست رہے۔ کھانے پینے میں احتیاط سے کام لیجیے۔ زود ہضم اور سادہ غذا کھائیے۔ وقت بے وقت کھانے پینے اور پُرخوری سے پرہیز کیجیے۔ اور اگر ہاضمہ خراب ہو جائے تو اس کی اصلاح کے لیے فوری نئی کارمینا استعمال کیجیے۔ ہمدرد کی نئی کارمینا تیزابیت اور گیس کے مریضوں کے لیے بھی بے ضرر اور یکساں مفید ہے۔
خوش ذائقہ نئی کارمینا
معدے کو تقویت دے کر نظام ہضم کی کارکردگی کو بہتر بناتی ہے۔
نئی کارمینا
NEO CARMINA 150 Tablets
Indicated in Dyspepsia, Indigestion
Liver disorder and Constipation
ہمدرد
مدینۃ الحکمۃ

مولانا محمد صابر کھوکھر بہاولپوری

مرزا قادیانی اور منسوخیٔ جہاد کا اعلان

انگریز نے جب برصغیر پر قبضہ کرنا چاہا تو جھوٹے لعنتی غلام احمد قادیانی کو جہاد کے خلاف اعلان کرنے پر ابھارا، تو انہیں انگریزوں کی ان وفاشعاریوں کا نتیجہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی ملعون نے کھلم کھلا جہاد کے منسوخ ہونے کا اعلان کر دیا۔ جہاد اسلام کا ایک مقدس فریضہ ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کو جو ترقی ہوئی وہ ان شہداء کی جاں نثاری، جانبازی کا فیض تھا، جنہوں نے اللہ رب العزت کی خوشنودی اور اسلام کی سربلندی کے لئے اپنے خون سے اسلام کے سدابہار چمن کو سیراب کیا۔ شہادت سے ایک ایسی پائیدار زندگی نصیب ہوتی ہے جس کا نقش دوام جریدہ عالم پر ثبت رہتا ہے اور جس کے نتائج و ثمرات انسانی معاشرے میں رہتی دنیا تک قائم و دائم رہتے ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کی بقا کا دارومدار اسی پر ہے۔ شریعت محمدی ﷺ نے اسے قیامت تک اسلام اور عالم اسلام کی حفاظت اور اعلاء کلمۃ اللہ کا ذریعہ بنایا ہے۔

چنانچہ قرآن کریم کی بے شمار آیات اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار احادیث اور خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عملی زندگی ان کا جذبہ جہاد یہ سب باتیں جہاد کو ہر دور میں مسلمانوں کے لئے ولولہ انگیز عبادت بناتی رہیں۔

قارئین کرام! میں آپ کے سامنے چند آیات اور احادیث بیان کرتا ہوں جس میں جہاد کا ثبوت ہے اور بعد میں مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کی بکواسات کا جائزہ لیا جائے گا۔ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:

"اے نبی ﷺ! کفار اور منافقین سے ساتھ جہاد کریں اتنا جہاد کریں کہ ان پر زمین میں چلنا مشکل ہو جائے یعنی ان پر زمین تنگ کر دیں الخ۔"

(التوبہ)

دوسری جگہ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: "بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جانوں اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا کہ ان کو جنت ملے گی وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے تورات میں اور انجیل میں اور قرآن میں اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ وعدہ کو کون پورا کرنے والا ہے؟ تم لوگ اپنی اس بیع پر جس کا معاملہ تم نے ٹھہرایا ہے خوشی مناؤ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔"

(التوبہ)

سبحان اللہ! شہادت اور جہاد کی ترغیب اس سے بہتر کیا ہو سکتی ہے؟ کہ اللہ رب العزت خود بنفس نفیس بندوں کی جان و مال کا خریدار ہے جن کا وہ خود مالک و رازق ہے اور اس کی قیمت کتنی اونچی اور کتنی گراں رکھی گئی؟ جنت اور پھر فرمایا کہ یہ سودا کچا نہیں کہ اس میں فسخ کا احتمال ہو بلکہ اتنا پکا اور قطعی ہے کہ تورات اور انجیل اور قرآن تمام آسمانی صحیفوں اور خدائی دستاویزوں میں یہ عہد و پیمان درج ہے اور اس پر تمام انبیاء و رسل اور ان کی عظیم الشان امتوں کی گواہی ثبت ہے پھر اس مضمون کو مزید پختہ کرنے کے لئے کہ خدائی وعدوں میں وعدہ خلافی کا کوئی احتمال نہیں فرمایا: "اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اپنے وعدہ اور عہد و پیمان کی لاج رکھنے والا کون ہو سکتا ہے؟" کیا مخلوق میں کوئی ایسا ہے جو خالق کے ایفائے عہد کا مقابلہ کر سکے؟ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا مرتبہ شہادت بلندی اور شہید کی فضیلت کے سلسلہ میں قرآن مجید کی یہی آیت کافی و وافی ہے۔ امام طبریؒ عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی لوگوں نے مسجد میں اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور ایک انصاری صحابی بول اٹھے واہ واہ! کیسی عمدہ بیع اور کیسا سودمند سودا ہے۔ واللہ ہم اسے کبھی فسخ نہیں کریں گے نہ ہونے دیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح ارشاد ہے:

"جہاد قیامت تک جاری رہے گا" (رواہ ابو داؤد)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسری حدیث میں فریضہ جہاد کی تاقیامت ابدیت اس طرح ظاہر کی ہے:

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیشہ یہ دین قائم رہے گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت قیامت تک جہاد کرتی رہے گی۔" (مشکوٰۃ)

لیکن انگریز کے خود کاشتہ پودا مرزا غلام احمد قادیانی دجال و کذاب نے انگریز کے بچاؤ اور تحفظ اور عالم اسلام کو ہمیشہ ان کی طوق غلامی میں باندھے اور کافر حکومتوں کے زیر سایہ مسلمانوں کو اپنی سیاسی اور مذہبی سازشوں کا شکار بنانے کی خاطر نہایت شدومد کے ساتھ عقیدہ جہاد کی مخالفت کی اور نہ صرف برصغیر میں بلکہ پورے عالم اسلام میں جہاں جہاں بھی اس کو ظاہری اور خفیہ سرگرمیوں کا موقع مل سکا جہاد کے خلاف نہایت شدت کے ساتھ پروپیگنڈہ کرتا رہا۔ مرزا کو جہاد منسوخ کرنے کی ضرورت کیا تھی؟ اس کا جواب ہمیں ارل ریڈنگ وائسرائے ہند کے نام قادیانی جماعت کے ایڈریس مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۳/ جولائی ۱۹۲۱ء سے نہایت واضح طور پر مل سکتا ہے جس میں کہا گیا ہے جس وقت آپ (مرزا غلام احمد خبیث الفطرت) نے دعویٰ کیا اس وقت عالم اسلام جہاد کے خیالات سے گونج رہا تھا اور عالم اسلام کی ایسی حالت تھی کہ وہ پٹیرول کے پیپے کی طرح بھڑکنے کے لئے صرف ایک دیاسلائی کا محتاج تھا مگر

بانی سلسلہ (مرزا ملعون) نے اس خیال کی لغویت اور خلاف اسلام اور خلاف امن ہونے کے خلاف اس قدر زور سے تحریک شروع کی کہ ابھی چند سال نہیں گزرے تھے کہ گورنمنٹ کو اپنے دل میں اقرار کرنا پڑا کہ وہ سلسلہ (مرزائیت) جسے وہ امن کے لئے خطرہ کا موجب خیال کر رہی تھی اس کے لئے غیر معمولی اعانت کا موجب تھا (حوالہ بالا)

جہاد منسوخ ہونے اور دنیا سے جہاد کا حکم تا قیامت اٹھ جانے پر مرزا ملعون نے کس قدر زور لگایا اس کا اندازہ اس کی حسب ذیل عبارات سے لگایا جاسکتا ہے:

"آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم سے بند کیا گیا اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمایا تھا کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے، سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا۔" (ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص ۲۸)

رسالہ گورنمنٹ انگریز اور جہاد ص ۱۴ پر مرزا قادیانی ملعون لکھتا ہے کہ:

"دیکھو میں (غلام احمد) ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب سے جہاد تلوار کے ساتھ ختم ہے"۔ ان تمام عبارات سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مرزا کے نزدیک جہاد کی مخالفت کا حکم خاص حالات سے مجبوریوں کا تقاضا نہیں بلکہ اب اسے ہمیشہ کے لئے منسوخ اور ختم سمجھا جائے نہ اس کے لئے شرائط پورے ہونے کا انتظار ہے اور پوشیدہ طور پر بھی اس کی تعلیم جائز نہیں۔"

تریاق القلوب ص ۳۲۲ پر مرزا غلام احمد بکتا ہے کہ

"اس فرقہ مرزائیت میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں نہ اس کا انتظار ہے بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہر طور پر نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم ہرگز ہرگز جائز نہیں سمجھتا اور قطعاً اس بات کو حرام جانتا ہے کہ دین کی اشاعت کے لئے لڑائیاں کی جائیں اور اب سے زمینی جہاد بند کئے گئے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا۔" (ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص ۷ مطبوعہ مرزا قادیانی)

ان چند عبارات سے ایک منصف مزاج شخص خوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ مرزا ملعون کے ہاں جہاد کی ممانعت ایک وقتی حکم نہیں نہ وہ کچھ وقت کے لئے موقوف بلکہ وہ مکمل طور پر جہاد کے خاتمہ اور ظاہری اور پوشیدہ قسم کی تعلیم کو بھی ناجائز اور ہمیشہ دین کے لئے لڑنا ممنوع اور منسوخ قرار دیتا ہے۔ اور تبلیغ رسالت ج ۷ / ص ۱۰ مطبوعہ قادیان میں لکھتا ہے:

"میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک گویا ۱۹۳۹ء سے پہلے کا زمانہ ہے جو قریباً ساٹھ برس کی عمر کو پہنچا ہے اپنی زبان و قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلیشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کو دور کروں جو ان کی دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔"

تو اس شیطان کی تحریک کا مقصد نہ صرف انڈیا تھا بلکہ پورے عالم اسلام اور دنیا بھر کے مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد نکالنا اور انگریزوں کے لئے یا کسی بھی کافر سلطنت کے لئے راستہ ہموار کرنا تھا تاکہ پوری ملت اسلامیہ اور امت محمدیہ کا سارا نظام درہم برہم ہو اس لئے مسیلمہ پنجاب معلون نے مخالفت جہاد کی تبلیغ صرف انڈیا تک محدود نہ رکھی اردو لٹریچر پر بھی اکتفا نہ کیا بلکہ فارسی اور عربی کے لٹریچر بھی شائع کئے اس بدبخت نے جہاد کے مسائل کو اتنا غلط ملط کر ڈالا کہ اس کے اثرات اور وساوس آج تک محسوس کئے جارہے ہیں لیکن انگریزوں کے اشارہ پر چلنے والے اور انگریز کا خود کاشتہ پودا اور اس کے ایجنٹ کہاں تک کامیاب ہو سکتے ہیں؟ جہاد کے مہتم بالشان مقام کی وجہ سے اسلام دشمن طاقتوں کی ہمیشہ سے یہی کوشش رہی کہ وہ مسلمانوں کو جہاد سے برگشتہ کریں اور انہیں بزدل بنا کر اپنا تر لقمہ بنائیں۔ مسلمانوں کو مٹانے کے لئے جہاد کے خلاف یہ کوششیں ہمیشہ رہی ہیں اور ان کوششوں اور ان کے ناپاک اثرات کی ایک لمبی چوڑی تفصیل ہے۔ جہاد ہی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ ہوتا ہے اور کفر کا فساد ختم ہو جاتا ہے۔

معزز قارئین! آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ اللہ نے جہاد کے ذریعہ افغانستان میں کافروں کو کیسے نیست و نابود کیا کہ آج ان کا نام لینے والا بھی کوئی نہیں ہے کیونکہ کافر اس وقت تک غلبہ نہیں پاسکتا جب تک مسلمان جہاد کرتا رہے۔ جہاد اگرچہ مشکل عمل ہے مگر امت مسلمہ کو اس عمل کی بدولت مشکلات سے چھٹکارا ملتا ہے اور اس عمل ہی کے ذریعہ سے تمکین فی الارض اور خلافت فی الارض کی نعمتیں ملتی ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے افغانستان میں طالبان کے ہاتھوں دکھایا۔ طالبان نے جہاد ہی کے ذریعہ سے اسلامی نظام نافذ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح بھی دی نوے فیصد ملک میں اسلامی نظام رائج ہے یہ جہاد اور قربانی کی برکت ہے۔ آج قادیانی اور کفریہ طاقتیں کانپ رہی ہیں اور ان کے خلاف شدومد سے زور لگا رہے ہیں لیکن یہ ان کا خواب کبھی سچا نہیں ہوگا۔ فتح ہمیشہ حق کی ہوتی ہے ہر دور میں ظالموں نے ظلم ڈھائے اور شکست انہیں ظالموں کو ہوتی ہے اور حق غالب رہتا ہے۔

ہم حق تعالیٰ شانہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہماری غلطیوں کی اصلاح فرمائے ہمارے درمیان قلبی اتحاد پیدا فرمائے کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد و نصرت فرمائے اور قادیانیوں کے شر سے محفوظ فرمائے۔

☆☆...☆...☆☆

مکار قادیانیوں کی فریب کاریاں

قاری نوید مسعود ہاشمی

"یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا مسئلہ جہاد کا انکار ہے۔" یہ بات انگریزی نبی مرزا غلام قادیانی اپنی کتاب تبلیغ رسالت میں لکھتا ہے۔ افسوس کہ قادیانیوں میں کوئی ایک بھی ذی شعور ہوتا تو وہ اپنے جعلی نبی کی قبر پر جوتے برساتا اس لئے کہ اس شیطان کا یہ دعویٰ سراسر جھوٹا نکلا' چنانچہ آج دیکھئے کہ جس جہاد کے خلاف مرزا قادیانی نے فتوے دیئے تھے جس جہاد کو مٹانے کے لئے فرنگی سامراج نے قادیانی ملعون کے ذریعے ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا۔ جس جہاد مقدس کو قادیانی نے حرام قرار دے دیا تھا۔ آج الحمدللہ دنیا بھر کے اندر مجاہدین اور جہاد کا ڈنکا بج رہا ہے۔ پوری عیسائی' یہودی اور دیگر غیر مسلم دنیا جہاد مقدس جیسی عبادت میں مصروف نوجوانوں سے تھر تھرا رہی ہے۔ ہر آنے والے دن کے ساتھ جہاد کرنے والے مجاہدین کی تعداد بڑھتی چلی جا رہی ہے جو اس بات کی محکم دلیل ہے کہ مرزا قادیانی ملعون کے مرید بڑھنے کی بجائے کم ہوئے ہیں اور جو رہ گئے ہیں وہ ایسے خوار اور ذلیل ہو چکے ہیں کہ وہ اپنی تعداد بڑھانے کے لئے عزت' آبرو اور عصمت تک کا سودا کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔

قارئین محترم اندازہ کیجئے۔ کتنے گھٹیا' پست اور کمینے ہوں گے وہ لوگ کہ جو اپنے گمراہ کن نظریات پھیلانے کے لئے اپنی بیٹیوں اور بہنوں تک کو دوسروں کے حوالے کر دیتے ہیں۔ تف ہے ایسے عقیدے پر' تف ہے ایسے باطل نظریات پر' دنیا میں یہودی قوم بھی اس معاملے میں مصروف ہے کہ وہ مسلمانوں کے خلاف عورتوں والا ہتھیار استعمال کرتی ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ لفظ جہاد کو بدنام کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی نے بڑی محنت کی تھی بڑے پاپڑ بیلے تھے۔ انگریز سرکار نے برصغیر میں اپنے مستقل قدم جمانے کے لئے مسلمانوں سے جذبہ جہاد ختم کرنے کی مکروہ ترین سازشیں کیں اور مرزا قادیانی انگریز کی انہیں مکروہ سازشوں کا حصہ تھا چنانچہ قادیانی ملعون اپنی کتاب تریاق القلوب میں لکھتا ہے کہ "میں نے جہاد کے خلاف اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں' رسائل اور اشتہار شائع کئے ہیں۔ اگر وہ سب جمع کئے جائیں تو پچاس الماریاں بھر جائیں۔" یہی وجہ ہے کہ جہاد افغانستان کے ابتدائی دور میں مجاہدین کو دعوت جہاد کے سلسلے میں سخت رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ عوام الناس کے ذہنوں میں جہاد کے متعلق عجیب و غریب اشکالات جنم لیتے تھے' کوئی دوکانداری کو اصل جہاد قرار دیتا تھا۔ کوئی بچے پالنے کو اصل جہاد بتاتا تھا' اور کوئی بھارت کے خلاف کرکٹ کا میچ کھیلنے کو جہاد کی اصل روح سمجھتا تھا۔ جن اشکالات کو پھیلانے کے لئے انگریزی سرکار نے ایک طویل عرصے محنت کی تھی اور مرزا قادیانی جیسے شیطان کو کھڑا کرنا پڑا تھا۔ چنانچہ مجاہدین نے عملی محاذ پر برسرپیکار رہنے کے ساتھ ساتھ دعوت جہاد کے سلسلے کو بھی پورے زور و شور سے جاری رکھا غیروں کی چیرہ دستیاں' اپنوں کے طعنے' الزامات کی بھرمار سب کچھ برداشت کرتے رہے یہاں تک کہ شہداء کا خون رنگ لایا۔ مرزا قادیانی اور فرنگی سامراج کا چڑھایا ہوا رنگ اترنا شروع ہو گیا۔ مجھے آج بھی یاد ہے امیر محترم حضرت مولانا محمد مسعود اظہر صاحب نے سکھر کے ایک جلسہ عام میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ قادیانی ملعون نے برصغیر کے مسلمانوں کے دلوں میں جہاد کی نفرت بٹھا دی ہے۔ لیکن ہم انشاءاللہ پاکستان کے مسلمانوں کے دلوں و دماغ میں جہاد کی محبت کو کوٹ کوٹ کر بھر دیں گے۔ مجاہدین کی محنت اور شہداء کے خون کی برکت سے اب گلیوں اور بازاروں میں جہاد کے ترانے گونج رہے ہیں اور اگر میں یہ لکھ دوں تو مبالغہ آرائی نہیں ہو گی کہ اس وقت پاکستان کا کوئی شہر ایسا نہیں ہے کہ جہاں کے نوجوان دنیا کے مختلف محاذوں پر اسلام کی سربلندی کے لئے جہاد کے فریضے کو سرانجام دیتے ہوئے اپنی جانوں کو نچھاور نہ کر چکے ہوں۔ جہاد کا سورج طلوع ہو چکا ہے اور یہ سورج افغانستان کو اسلام کی شعاعوں سے منور کر چکا ہے۔ یقیناً خلافت اسلامیہ کا قیام مرزا قادیانی دجال کی قبر کی آگ کو اور بڑھا گیا ہو گا۔ اور مجاہدین کے بڑھتے ہوئے قدم مرزا قادیانی کے سرپرستوں کے عبرتناک انجام کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ فرنگی

نے برصغیر سے ساری دولت برطانیہ منتقل کر لی تھی لیکن مجھے یقین ہے' جہاد کا طلوع ہونے والا سورج بہت سی خوشخبریوں کی نوید ہے۔ انشاء اللہ فرنگی جس جہاد کو بدنام کرنا چاہتا تھا مجاہدین اسے جکڑیں گے اور اس کی نسلیں صدیوں یاد رکھیں گی۔

قارئین محترم! بات چلی تھی مرزا غلام احمد قادیانی کی ایک عبارت سے' اور راقم نے دلیل کے ساتھ یہ بات ثابت کی ہے۔ قادیانیوں کی تمام تر محنت کی باوجود جہاد کی محبت عام ہو چکی ہے اور قادیانی اپنے جھوٹے مذہب کو پھیلانے کے لئے جو مکروہ

کتنے گھٹیا پست اور کمینے ہوں گے وہ لوگ جو اپنے گمراہ کن نظریات پھیلانے کیلئے اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو دوسروں کے حوالے کردیتے ہیں

ترین ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں اس کی طرف راقم نے اشارہ کیا ہے اور راقم کے پاس ایسے لاتعداد ثبوت موجود ہیں کہ قادیانیوں نے عورت کا جال پھینک کر اپنے گمراہ نظریات کو پھیلانے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ جھوٹے مدعی نبوت کے جھوٹے پیروکاروں نے مزید ترقی یہ کی کہ حسب روایت اپنے آقاؤں کی طرح خطرناک سازشوں کی تانے بانے بننے میں لگ گئے' چنانچہ ایک سازش کے تحت کئی قادیانی نوجوان اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے مجاہدین کی صفوں میں شامل ہونے کی کوشش کرنے لگ گئے۔ لیکن ان شیطانوں کو یہ علم ہی نہیں ہے کہ دین کی خاطر جانیں قربان کرنے والوں کو تو رب نے اپنی فوج قرار دیا ہے اور اللہ اپنی فوج کی مدد خود کرتے ہیں۔

●●

نعت رسول مقبول ﷺ

(قاری محمد زبیر زبیری آف جامپور)

آنکھوں سے پلائی جاتی ہے بطحا کے میخانے میں
تقدیر بنائی جاتی ہے بطحا کے میخانے میں

کوثر کی مے صد رعنائی فردوسِ بریں کی زیبائی
ہر آن لٹائی جاتی ہے بطحا کے میخانے میں

وحدت کا نشہ چڑھ جاتا ہے دل بھی وجد میں آکے گاتا ہے
وہ چیز پلائی جاتی ہے بطحا کے میخانے میں

ہر منظر میں بس جاتے ہیں سرورِ دو عالمؐ کے جلوے
یوں بزم سجائی جاتی ہے بطحا کے میخانے میں

رفتارِ جہاں رک جاتی ہے لمحوں کی جبیں جھک جاتی ہے
جب مے چھلکائی جاتی ہے بطحا کے میخانے میں

بادل ہے کہ امنڈ آتا ہے فردوسِ بریں کے جلووں میں
رحمت ہے کہ چھائی جاتی ہے بطحا کے میخانے میں

دیدار کی حسرت میں زبیری آنکھوں سے جھڑی لگ جاتی ہے
جب عید منائی جاتی ہے بطحا کے میخانے میں

طارق انیس

فطرت کا انتخاب

اسلام قبول کرنے والے نیک بخت نوجوان کی ایمان افروز سرگزشت

اسلام دین فطرت ہے' یہ وہ انمول دولت ہے جو کسی کو تو ماں کی گود میں نصیب ہو جاتی اور سعادت مند ہونے کی صورت میں اس نعمتِ عظمیٰ کی قدر کرتا ہے اور اپنی زندگی سنوار لیتا ہے اور خدانخواستہ قدر ناشناس ہو تو غفلت میں پڑ کر محروم رہ جاتا ہے۔ لیکن بعض خوش بخت ایسے بھی ہیں کہ دین فطرت سے کوسوں دور کسی ماحول میں آنکھ کھولتے اور پرورش پاتے ہیں مگر تلاش بسیار کے بعد تنگ و تاریک راستوں سے گزر کر ضمیر کی روشنی میں چلتے ہوئے بالآخر اس خزانے کو پا لیتے ہیں جس کا نام اسلام ہے' زیر نظر سطور محمد اقبال نامی ایک نوجوان کے سکھ مذہب سے اسلام تک کے سفر کی ایسی ہی روداد ہے جو بشکریہ ماہنامہ "دعوۃ" اسلام آباد شامل اشاعت ہے۔ (ادارہ ختم نبوت)

مجھے یقین ہے کہ مغل دور حکومت میں اسلام اور ہندومت کو یکجا کرنے کی کوشش کے نتیجہ میں سکھ مذہب وجود میں آیا۔ سکھ مذہب اسلام اور ہندومت کا مرکب ہے۔ اس کے بانی گرونانک نے کئی حج بھی کئے۔ ابتدائی دور کے گوروں کی تعلیمات بھی اسلام کے بہت قریب ہیں۔ گرونانک کی تعلیم خدا کی وحدانیت سکھاتی ہے اور اس میں فرشتوں' حتیٰ کہ کراماً کاتبین (انسان کے اعمال لکھنے والے فرشتے) تک کا ذکر ملتا ہے۔ سکھ جنت اور دوزخ کے وجود پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ گرونانک صاحب کا شروع کا حصہ نہایت اسلامی ہے۔ البتہ بعد کے گوروؤں کا رجحان ہندومت کی طرف زیادہ ہو گیا اور یہی دور تھا جب آواگون (دوبارہ جنم لینے کا) نظریہ سکھ مذہب میں در آیا۔

جب میں بچہ تھا تو سکھ مذہب کے متعلق بہت ہی کم جانتا تھا۔ چھ سال کی عمر سے میں اذان کو پسند کرنے لگا۔ دراصل میں اذان ہی کو نماز سمجھتا اور اس کا انداز ادائیگی میرا دل موہ لیتا۔

مجھے یقین تھا کہ خدا ہے' بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ یقین ہر انسان کی شخصیت کا جزو لاینفک ہے اور یہ فطری یقین ہی ان عوامل میں سے ایک تھا جنھوں نے میری سوچ کو یہ معلوم کرنے پر مہمیز کیا کہ مختلف لوگ اسے مختلف انداز میں کیوں مانتے ہیں۔ بتوں کی پوجا سے مجھے بچپن ہی سے نفرت تھی۔ گرچہ نفرت کی وجہ معلوم نہیں تھی لیکن بہرصورت یہ بات مجھے ناپسند تھی کہ انسان پتھر اور مٹی کی پرستش کرے۔ اسکول کے دنوں میں بدھ مت نے مجھے اپنی طرف راغب کیا اور اس کی روحانیت کی وجہ سے میں اسے پسند کرنے لگا۔ میں نے بدھ مت کی کتابوں کا مطالعہ کیا تو نروان اور آواگون (دوبارہ جنم لینا) کے نظریات اس مذہب میں بھی موجود پائے اور انہی نظریات نے مجھے بدھ مت سے برگشتہ کر دیا۔ میں نے بعد میں محسوس کیا کہ صوفی ازم سے خدا کو نکال دیا جائے تو بدھ مت رہ جاتا ہے۔

پھر چند دوستوں نے مرا تعارف عیسائیت سے کرایا اور میں نے عیسائیت پر مبنی لٹریچر کا خاص مطالعہ کیا۔ انہی دنوں میں اسلام کی طرف رغبت محسوس کرنے لگا' اس کے باوجود کہ عیسائیت کو جدت کا علمبردار اور اسلام تنگ نظری اور پس ماندگی کی علامت گردانا جاتا تھا۔ (جس کا پرچار اب بھی زور و شور سے جاری ہے) اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض مسلمان اور بہت سارے غیر مسلم اسلام اور مسلمان کی صحیح تصویر پیش نہیں کر رہے۔

اب تک کسی مسلمان نے مجھے اسلام کی دعوت نہیں دی تھی اور نہ اس کے متعلق بھی کوئی بات کسی سے ہوئی۔ میں سمجھ نہیں سکا کہ ایسا کیوں تھا لیکن میرا خیال ہے کہ انہیں معلوم ہی نہیں تھا کہ اسلام کی دعوت کیسے دیں۔ اور اگر کوئی بذات خود ان سے اسلام کے متعلق کچھ بتانے کو کہتا تو وہ محض شرما کر رہ جاتے تھے۔ انہیں وجوہات کی بنا پر عیسائیت اشاعت و تبلیغ کے میدان میں آگے نکل گئی۔

میری عمر کوئی چار پانچ سال کے لگ بھگ تھی جب ہمارے قریب رہنے والی ایک کیتھولک خاتون مجھے اور میری بہن کو اتوار کے روز اپنے ساتھ چرچ لے جانے لگی جہاں ہمیں کھیلنے کو کھلونے اور کھانے پینے کی اشیاء دی جاتیں۔ پھر میں کسی حد تک کسلمندی اور کچھ عدم دلچسپی کا

کا شکار ہو گیا اور اس عورت کے بلانے پر بھی نہ جاتا۔ البتہ اس تجربے کا عیسائیت قبول کرنے یا نہ کرنے سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

بعد میں جب میں نے عیسائیت کا گہرائی سے مطالعہ کیا تو پتہ چلا کہ اس کے تثلیث (تین خدا) صلیب اور خداوند کے نظریات' ایک خدائے واحد کے اس نظریئے سے متصادم ہیں جو میرے ذہن میں ہے۔ میں نے اس بارے میں اپنے عیسائی دوستوں سے گفتگو کرنا چاہی لیکن وہ اس موضوع پر اس حد تک گفتگو کرنے پر آمادہ نہ ہوئے جس سے میری تشفی ہو سکتی۔ نتیجتاً" عیسائیت میں میری دلچسپی بتدریج کم ہوتی گئی۔

انہی دنوں طب کے پیشے سے وابستہ ایک مسلمان سے میری جان پہچان ہوئی جو مجھے قرآن پاک کی تلاوت کر کے سناتا اور بتاتا کہ یہ آیات قرآن پاک کی ہیں۔ گو قرآن کی زبان میرے لئے اجنبی تھی۔ مگر مجھے یہ کلام پسند ضرور آیا۔ میں نے جب اس سے سوال کیا کہ قرآن کیا ہے؟ تو جواب ملا یہ اللہ کی کتاب ہے۔ اس سے مجھے اسلام کے بارے میں مزید جاننے کا تجسس پیدا ہوا۔ ملائی زبان سے واقفیت کے سبب میں نے اسلام پر بنیادی نوعیت کا مطالعہ کیا۔ کچھ عرصے بعد میں نے قرآن کا ایک نسخہ خرید لیا۔ مجھے وہ دور اب بھی یاد ہے جب میں نے ملائی زبان میں قرآن کی تفسیر پہلی مرتبہ پڑھی۔ سورہ بقرہ کے مطالعہ کے دوران میرا وضو کرنے کو جی چاہا تو میں نے وضو کر لیا اسلام کے نظریہ ربوبیت جلد ہی میرے دل میں گھر کر گیا۔ میں نے محسوس کیا کہ عبدیت کے اظہار کے لئے مختلف مذاہب کے ماننے والے جس کی جستجو میں ہیں وہ اللہ ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ "کیسے اس نے روح تخلیق کی اور کیسے تمام روحوں سے اپنے رب ہونے کا اقرار کروایا" اس بات نے تو گویا میرے دل کے تاروں کو چھیڑ دیا کیونکہ میں نے خود اپنے ذاتی تجربے اور دوسروں کے مشاہدے سے محسوس کیا تھا کہ چاہے غیر شعوری طور پر ہی سہی ہر انسان میں یہ احساس ہوتا ہے کہ خدا موجود ہے۔ یقیناً" یہ سوچ انسان کے تحت الشعور میں اسی اقرار کی بازگشت ہی ہوتی ہے جو ہر انسان نے عالم ارواح میں اپنے رب سے کیا تھا۔

قرآن کے مطالعہ اور دوسری کتابیں پڑھنے کے بعد مجھے یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ اسلام ہی دین حق ہے۔ لازمی قومی خدمات انجام دینے کے دوران میں نے رات کے وقت قرآن کا ترجمہ اور تفسیر پڑھی۔ خنزیر کھانے سے میں رک گیا اور ممکنہ حد تک اسلام کے مطابق زندگی گزارنے لگا۔ انہی دنوں میرے ایک دوست نے اپنی رائے کا اظہار کیا کہ میری باتیں' میرے افعال بالکل مسلمانوں جیسے ہیں تو میں نے اس پر واضح کر دیا کہ اگر میں نے کوئی مذہب قبول کیا تو وہ اسلام ہی ہو گا۔

لازمی قومی خدمات پر میرا تعارف دو بزرگ پاکستانی مسلمانوں سے ہوا۔ ان کی زبان وہی تھی جو ہماری مادری زبان ہے۔ وہ میری اسلام سے قربت دیکھ کر متاثر ہوئے۔ جب مجھ سے انہوں نے سوال کیا کہ میں مسلمان کیوں نہیں ہو جاتا تو میں جواب دیا:

ہاں میں ایسا کر لوں گا۔

انہیں حیرت ہوئی اور کہنے لگے کہ میں خوب اچھی طرح سوچ لوں۔

' بلاشبہ اب حیران ہونے کی میری باری تھی کیونکہ میں سمجھ رہا تھا کہ وہ مجھے فوراً" کلمہ شہادت پڑھنے کو کہیں گے جو درحقیقت میں دل ہی دل میں پڑھ چکا تھا۔

میری عمر ۲۱ سال تھی جب باقاعدہ طور پر میرے قبول اسلام کا اندراج ہوا۔ ایک بزرگ عرب دوست نے ایک پاکستانی کے گھر میں ضیافت دی۔ اس وقت تک میں سیکھ چکا تھا کہ فرض نمازیں کس طرح ادا کی جاتی ہیں۔ اب میں چاہتا تھا کہ جتنی جلدی ہو سکے عربی زبان سیکھ لوں کیونکہ قرآن اسی زبان میں نازل ہوا ہے۔ میرے لئے یہ امر پریشان کن تھا کہ میں قرآن پڑھوں تو عربی میں مگر سمجھ نہ سکوں کہ اصل معانی کیا ہیں؟ اس ضمن میں جتنی کوشش ممکن تھی میں نے کی اور الحمدللہ خاصی حد تک کامیاب رہا۔

ابھی تک گھر والوں کو میرے اسلام لانے کا علم نہیں تھا۔ وہ یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ میں اسلام قبول کر سکتا ہوں گو یہ بات ان کے علم میں تھی کہ میں اسلام کے متعلق تجسس رکھتا ہوں۔ مجھے پیشکش کی گئی کہ میں اپنے چچا کے کاروبار میں ہاتھ بٹاؤں جو کہ "بعلاجی" مسجد کے قریب ہی تھا۔ چچا نے اس علاقے میں ہی ایک عمارت کی مرمت کا ٹھیکہ لیا ہوا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ کی طرف سے مجھے اسلام پر آزادی سے عمل کرنے کا یہ موقع عطا ہوا تھا۔ میں نماز پڑھنے مسجد چلا جاتا جہاں پر مجھے ایک دوست نے پہچان لیا اور میرا تعارف مسجد کے امام حبیب سید حسن العطس سے کرایا جو میرے پہلے استاد اور رہبر اور ہمراز دوست بن گئے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ انہوں نے پہلی ملاقات پر ہی مجھے چند کتابیں دیں جن میں علامہ عبداللہ یوسف علی کا انگریزی میں ترجمہ قرآن بھی تھا۔ تب سے مسجد سے میری وابستگی پختہ تر ہو گئی۔

کچھ عرصہ بعد میرے والدین "کام کی جگہ" پر آکر میرے پاس دیر تک ٹھہرنے لگے۔ ان حالات میں مجھے نماز کے لئے ایک اور فلور پر جانا پڑتا جہاں اس دوران ایک آسٹریلوی خاتون بھی آجاتی۔ ایک دن اس نے حیرت زدہ ہو کر میرے والد سے پوچھا "کیا سکھ بھی مسلمانوں کی طرح

نماز ادا کرتے ہیں؟" اس روز پہلی دفعہ میرے والدین نے مجھ سے سوال کیا کہ کیا میں نے اسلام قبول کرلیا ہے؟ میں نے ان کے سوال کو ٹال دیا۔ مگر انہیں شک ہوگیا جو ہر گزرتے دن کے ساتھ پختہ ہوتا گیا اور بالآخر یہ حقیقت ان پر آشکارا ہو ہی گئی۔ پھر بھی وہ امید کرتے رہے کہ میں شاید اسلام کی طرف تھوڑا راغب ہوا ہوں' مسلمان نہیں ہوا۔ مجھے وہ وقت اچھی طرح یاد ہے جب والد نے مجھے متنبہ کیا کہ اگر میں واقعی مسلمان ہوگیا تو خاندان میں بدنامی ہوگی۔

والدین کی تفتیش و سوالات کے جواب میں' میں نے کہا کہ ایسا نہیں ہے کہ میں نے کوئی جذباتی فیصلہ کیا ہو بلکہ میں نے مختلف مذاہب کے طویل مطالعے کے بعد اسلام کو صحیح اور سچا مذہب پایا ہے اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ میری اپنے مذہب سے لاعلمی کی وجہ سے ہوا ہے تو ہم بیٹھ کر تفصیلی گفتگو کرلیتے ہیں تاکہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہوجائے اور مجھے معلوم ہوجائے کہ میں نے کیا غلطی کی ہے۔ نیز مجھے بھی یہ وضاحت کرنے کا موقع مل جائے کہ میں نے اسلام کا انتخاب کیوں کیا ہے؟ پھر اگر ثابت ہوگیا کہ میں غلطی پر ہوں تو اسلام چھوڑ دوں گا لیکن اگر میں غلطی پر نہ ہوا تو آپ سے صرف اتنی درخواست ہے کہ مجھے بطور مسلمان کے تسلیم کرلیں۔ یہ پہلی اور آخری گفتگو تھی جو میرے اور والد کے درمیان ہوئی۔ اس کے بعد بھی والدہ یہ آس لگائے رہیں کہ شاید میں اسلام ترک کردوں۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میرا ایمان مضبوط سے مضبوط تر ہوتا گیا اور میں نے علانیہ اپنے دین پر عمل کرنے لگا' مسجد میں پہلے سے زیادہ فعال ہوگیا اور عربی سیکھنا شروع کردی۔ میں ذہنی طور پر تیار ہوگیا کہ اگر کوئی ناشدنی ہوئی تو مجھے مسجد ہی کا رخ کرنا ہوگا۔ رفتہ رفتہ میرے اردگرد کا ماحول بہتر ہونے لگا۔ ۱۹۸۶ء میں مجھے رابطہ عالم اسلامی کے مہمان کے طور پر حج کے لئے مدعو کیا گیا جس میں ایک اور نومسلم بھائی میرے ہمراہ تھے۔ ان دنوں میں کسی یونیورسٹی میں داخلے کی سرتوڑ کوشش کررہا تھا جہاں عربی اور اسلامی تعلیمات سیکھ سکوں۔ انڈیانا یونیورسٹی میں داخلے کی پیش کش ہوئی جہاں مجھے اسلامیات' عربی' عبرانی اور اسلامی تاریخ و ثقافت پڑھانا تھی مگر مالی اور کچھ دیگر وجوہات کی بنا پر اس کورس میں شرکت نہ کرسکا۔ حج کے دوران میری ملاقات بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے پروفیسر ڈاکٹر انیس احمد سے ہوئی جنہوں نے اپنی یونیورسٹی سے متعارف کرایا اور میں نے اس یونیورسٹی کا انتخاب کرلیا۔ بعد میں اپنی علمی جستجو میں جامعۃ الازہر مصر چلا گیا۔ جب میری واپسی ہوئی تو میرے والد ہسپتال میں داخل تھے انہیں سرطان کا مرض لاحق ہوگیا تھا جو ان کی موت پر منتج ہوا۔

آخر میں اپنے نومسلم بھائی بہنوں سے عرض کروں گا کہ اگر آپ نے اسلام قبول کیا ہے تو اللہ آپ کی مشکلات کو ضرور آسان کردے گا۔ آپ اخلاص سے فقط اس کی رضا جوئی کریں اور کسی اور جانب نہ دیکھیں وہی آپ کے حالات کو سازگار بنادینے والا حقیقی کارساز ہے۔

اگر آپ کی خواہش ہے کہ آپ کے اہل خاندان اور دوست احباب بھی اسلام قبول کرلیں تو انہیں دعوت دیتے رہیے لیکن یہ ہرگز فراموش نہ کیجئے کہ ہدایت دینا صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کو بے دینوں کی ناپسندیدگی اور نفرت کا سامنا کرنا پڑے گا مگر یہ تو ازل سے حق و باطل میں جاری جنگ کی روایت ہے' کوئی نئی بات نہیں۔

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
GOLD, SILVER BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS
Shop No. 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Phone : 745543

AL-ABDULLAH JEWELLERS
العبداللہ جیولرز
GOLD, SILVER BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS
Shop NO. 86, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Phon : 7512251

كنز العمال

في سنن الأقوال والأفعال

مصنف ابن ابی شیبہ کی طباعت کے بعد
ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
کی تاریخ ساز پیشکش
قولی اور فعلی احادیث کا سب سے بڑا ذخیرہ

العلامہ علاء الدین علی المتقی الحنفی الهندی

خصوصیات

اعلیٰ کاغذ جلی قلم

بیروتی طبع کے نسخے کا اعلیٰ عکسی فوٹو

جدید اضافہ حاشیہ کے ساتھ

فہارس کی دو ضخیم جلدیں

تعارف
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی
حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری
علامہ عبدالحی حسنی لکھنوی

تصحیح کا خصوصی اہتمام

پاکستان میں پہلی بار

انتہائی ارزاں قیمت :/ ۶۹۰۰ روپے

۱۳۰۰۰ صفحات
تقریباً ۵۰٫۰۰۰ احادیث پر مشتمل

مکمل اٹھارہ خوبصورت جلدیں
پیشگی رقم بھیجنے پر آدھی قیمت یعنی ۳۴۵۰ روپے
پیشگی رقم بھجوانے کی آخری تاریخ
۱۰ صفر المظفر ۱۴۲۰ھ تک

کتاب چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے۔ خصوصی رعایت سے جلد فائدہ اٹھائیں۔

تعداد محدود ہے! آج ہی طلب فرمائیں

ملنے کا پتہ
ادارہ تالیفات اشرفیہ
۰۶۱-۵۴۰۵۱۳

نوٹ: اشتہار پڑھ کر دوسرے اہل علم تک پہنچا دیں، شکریہ

مولانا محمد طیب کراچی

قطب العالم حضرت مولانا عبدالکریم قریشی پیر شریف

ایک نابغہ روزگار عظیم شخصیت

موت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے کہ جس کا آج تک خدا کی ذات کا منکر بھی انکار نہیں کر سکا کسی شاعر نے کہا ہے کہ "اگر زندگی کسی کے ساتھ وفا کرتی تو وفا کے زیادہ مستحق حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اسی طرح انبیاء کے وارثین صحابہ تابعین تبع تابعین فقہا اور علماء سے دنیا وفا کرتی ایسے ہی گزرتا ہوا سال دینی و علمی حلقوں کے لئے خصوصاً اور مسلمانان پاکستان کے لئے عموماً بڑے صدمات و سانحات کا سال ثابت ہوا ہے ایک صدمے کے اثرات ختم نہیں ہو پاتے کہ دوسرا بڑا سانحہ سامنے آجاتا ہے جو قلب و دماغ کو نیا جھٹکا لگا دیتا ہے۔

پچھلے دنوں قطب العالم اور دلوں کے مسیحا سرپرست جمعیت علماء اسلام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' مدرسہ عربیہ سراج العلوم پیر شریف کے بانی و مہتمم پاکستان کی ممتاز مذہبی شخصیت اور دینی جماعتوں و اداروں کے مربی و محسن حضرت مولانا عبدالکریم قریشیؒ سولہ (۱۶) رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ بمطابق چار (۴) جنوری ۱۹۹۹ء پونے سات بجے شام کراچی میں دل کا دورہ پڑنے سے انتقال فرما گئے اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم اپنے وقت کے متبحر عالم دین۔ نبض شناس مرشد اور متبع سنت بزرگ تھے اور اپنی ان ہمہ گیر خصوصیات کی بنا پر مرجعیت کا مقام رکھتے تھے۔ لیکن بطور خاص سندھ کے تو تعلیم یافتہ طبقے میں آپ کو قبول عام حاصل تھا آج اندرون سندھ جامعات اور کالجوں میں جہاں کہیں تدین امانت اور تقویٰ کے مظاہر نظر آتے ہیں ان میں سے بیشتر کے پیچھے اسوۃ الصلحاء حضرت مولانا عبدالکریم قریشیؒ کی تربیت صحبت اور مجالست کی اثرانگیزی کارفرما ہے۔ چنانچہ کئی حضرات سے بندہ کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے روتے ہوئے اپنی داستانیں بیان کیں کہ ہم بینک اور دیگر حرام کی لت میں پڑے ہوئے تھے حضرت ہی کی صحبت کی وجہ سے راہ حق ہمیں نصیب ہوئی۔

کمال تقویٰ: ایک مرتبہ بندہ نے حضرت کی خدمت اقدس میں پیر شریف حاضری دی (یاد رہے کہ حضرت والا کے ہاں ہر وقت علماء' طلباء اور مجمع خواص و عوام کا جم غفیر رہتا تھا اور حضرت گھنٹوں مجلس فرماتے اور تھکاوٹ کا نام تک زبان پر نہ آتا یہ بندہ کا بارہا تجربہ ہوا ہے) کافی دیر مجلس رہی جب حضرت والا گھر تشریف لے گئے تو شکارپور کے ایک صاحب نے بندہ کو واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ شکارپور میں جلسہ تھا شکارپور کی جماعت حضرت اقدس کی دعوت کی غرض سے حاضر ہوئی جماعت نے آنے کی غرض بیان کی حضرت نے بشرط زندگی اور صحت کے ساتھ وعدہ فرمالیا۔ جلسہ شروع ہوئے کافی دیر ہو گئی کہ حضرت والا تشریف نہیں لائے ساری جماعت پریشان تھی اس لئے حضرت کو لانے کے لئے ایک بہترین نئی جیپ کا انتظام کیا گاڑی ابھی روانہ ہونے کو تھی کہ حضرت والا نمودار ہوئے پوری جماعت پر حضرت کی تشریف آوری پر خوشی کی لہر دوڑ گئی مصافحہ کے بعد حضرت نے خود ہی وجہ بیان کی کہ پنجاب سے علماء کی ایک جماعت بغرض اہم مشورہ تشریف لے آئی تھی ان کی وجہ سے دیر ہو گئی ہے جماعت نے اپنی پریشانی ظاہر کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضرت جماعت نے جناب کو لانے کی غرض سے جیپ تیار کی ہوئی تھی جو کہ سامنے کھڑی ہوئی ہے حضرت نے فوراً فطر کر فرمایا کہ یہ سود کی گاڑی ہے اور سود کی گاڑی کو میں استعمال نہیں کرتا اچھا ہوا کہ آپ لوگ نہیں آئے ورنہ میں اس گاڑی پر نہ آتا۔ مخدوم العلماء حضرت مولانا عبدالکریم قریشیؒ صدیقی النسل تھے چالیسویں پشت میں جاکر آپ کا سلسلہ نسب خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مل جاتا ہے آپ کے آباؤ اجداد فاتح سندھ حضرت محمد بن قاسمؒ کے ہمراہ حجاز مقدس سے سندھ میں تشریف لائے تھے گزشتہ دو سو سال سے آپ کے خاندان کے بزرگوں نے پیر شریف میں رہائش اختیار کی تھی ۷/ ستمبر ۱۹۲۳ء میں حضرت مخدوم العلماء مولانا عبدالکریمؒ صاحب قریشی پیر شریف میں پیدا ہوئے۔ ضلع لاڑکانہ کے ایک تعلقہ قمبر علی خان میں انڈس ہائی وے کی جانب تقریباً ۲ کلومیٹر پر ایک گوٹھ واقع ہے جس کو پیر شریف کہا جاتا ہے۔ والد کا اسم گرامی حضرت مولانا محمد عالم قریشیؒ اور دادا کا اسم گرامی حضرت مولانا محمد عبداللہ قریشیؒ تھا اور پیر شریف میں یہ خاندان کئی پشتوں سے علم و فضل کا نشان ہے۔ حضرت پیر شریفؒ کے متعلقین بیان کرتے ہیں کہ طالب علمی کے دور میں مرحوم یومیہ سترہ سترہ اور اٹھارہ اٹھارہ اسباق پڑھتے تھے اور صرف پانچ سال کے قلیل عرصہ میں مروجہ علوم و فنون کی تحصیل کر کے فارغ ہوئے تھے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی حضرت مولانا محمد عالمؒ ہٹی گاؤں کے مولانا محمد ایوبؒ گوٹھ لاکھا کے مولانا تاج محمودؒ نگسی پھر حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے علوم کے وارث حضرت مولانا غلام مصطفیٰ قاسمیؒ صاحب سے

تکمیل کی۔ گھوٹکی اور دیگر مقامات پر جہاں جہاں مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی تعلیم دیتے رہے آپ ان کے ہمراہ رہے۔ علوم اسلامیہ اور حدیث کی تعلیم سے فراغت کے بعد کراچی مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ مارکیٹ میں مولانا محمد صادقؒ صاحب کے ہاں تین سال تک تدریس کے فرائض انجام دیئے اسی دوران آپ نے حج کی سعادت حاصل کی ان دنوں درخواستیں اور ویزا وغیرہ کی موجودہ مشکلات نہ تھیں نہ ہی تصویر کی پابندی تھی بحری جہاز کا ٹکٹ لیتے اور حج پر روانہ ہو جاتے چنانچہ حضرت والا نے بھی ایسے ہی حج کیا بعد میں جب پاسپورٹ اور تصویر کی حکومت نے پابندی لگائی حلقہ ارادت کے اصرار کے باوجود حضرت نے نہ حج کیا اور نہ عمرہ کا سفر کیا بلکہ جواباً فرمایا کرتے تھے کہ فرض ادا ہو گیا ہے اب عمرہ وغیرہ کی حیثیت سنت کی ہے اور تصویر کھنچوانا حرام ہے صرف سنت کو ادا کرنے کے لئے حرام کا مرتکب نہیں ہو سکتا بلکہ اس دور میں حضرت پیر شریف والوں کو تصویر سے جتنی نفرت تھی اس پر ان کو جتنا خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔

حضرت والا ایک مرتبہ چنیوٹ تشریف لائے کسی اخباری نمائندہ نے آپ کا فوٹو لے لیا۔ حضرت والا اسٹیج سے اتر کر قیام گاہ پر آ گئے جب تک کیمرہ میں سے کیمرہ کی فلم منگوا کر آپ کو نہیں دی گئی آپ اسٹیج پر نہیں گئے حضرت والا نے فلم لے کر پہلے ضائع کی پھر اسٹیج پر تشریف لے گئے۔ ساری زندگی شناختی کارڈ نہیں بنوایا دوبارہ حج کے لئے درخواست نہیں دی یہ آپ کا تقویٰ تھا۔ قدرت نے آپ میں ایسی خوبیاں ودیعت فرمائی تھیں ان پر جتنا ان کو خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔ سات سال مدرسہ انوار العلوم کنڈیارو میں آپ نے علوم اسلامیہ کی تدریس کے فرائض سرانجام دیئے بعد میں اپنے شیخ امام الاولیاء حضرت قبلہ مولانا حماد اللہ ہالیجویؒ کے حکم پر ۱۹۵۹ء میں اپنے گاؤں پیر شریف میں مدرسہ سراج العلوم کی بنیاد رکھی اور زندگی کے آخری لمحات تک اس گلشن نبوی کی خون جگر سے آبیاری کرتے رہے آپ کے ہزاروں شاگرد اور فیض یافتہ اس وقت درس و تدریس اور اصلاح میں مصروف اور خدمات سرانجام دے رہے ہیں حضرت والا کا معمول تھا کہ صبح نماز کے بعد درس قرآن ارشاد فرماتے۔ ابتدائی فارسی و صرف کے درجہ کے طلباء سے لے کر منتہی طلباء تک سب اس میں شریک ہوتے۔ جو ہر تین سال کے بعد پورا ہو جاتا تھا۔ افہام تفہیم کا قدرت نے حضرت والا کو ایسا ملکہ نصیب فرمایا تھا کہ مشکل سے مشکل مسئلہ آپ چٹکیوں میں حل کر دیتے تھے اس لئے حضرت والا کے ہاں ہر وقت علماء کا اطراف سے ہر وقت جم غفیر رہتا اور حضرت والا سے مشکل مسائل پر تبادلہ خیال ہوتا رہتا۔ آپ کے اخلاص و تقویٰ کی برکت اور اساتذہ و مشائخ کی نظر کرم سے حق تعالیٰ نے آپ کو ایسی شان محبوبیت نصیب فرمائی تھی کہ شاگرد آپ پر جان چھڑکتے تھے اور دل و جان سے آپ پر فدا ہوتے تھے۔ یہ سب اخلاص اور ذکر الٰہی کا نتیجہ تھا کہ آپ نے بہت جلد پورے صوبہ سندھ میں ایسا علمی مقام حاصل کر لیا کہ تمام ہی ہم عصر پیچھے رہ گئے پیر طریقت حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجویؒ کے ہاتھ پر آپ نے ۱۹۴۶ء میں بیعت کی حضرت ہالیجوی کی بیعت کا تعلق حضرت مولانا تاج محمود امروٹیؒ اور ان کا حضرت حافظ محمد صدیق صاحب بھر چونڈی شریف والوں سے اور ان کا سوئی شریف کی خانقاہ سے تھا۔ حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجویؒ سے آپ کو اجازت و خرقہ خلافت حاصل ہوا اور ان کے وصال کے بعد ایسی نسبت شیخ منتقل ہوئی کہ آپ دیکھتے ہی دیکھتے صوبہ بھر میں محبوب المشائخ بلکہ شیخ المشائخ ہو گئے بلاشبہ لاکھوں فرزندان اسلام نے آپ سے بیعت کا تعلق قائم کیا اور ذکر الٰہی کی نعمت سے اپنے قلوب و جگر کی دنیا کو آباد کرنے والے بن گئے۔

تحریکی زندگی: ۱۹۵۶ء میں آپ نے جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے اپنے تحریکی دور کا آغاز کیا ایوب خان کے عائلی قوانین ڈاکٹر فضل الرحمٰن کا فتنہ تحریک نظام مصطفیٰ غرضیکہ تمام ملکی و قومی تحریکوں میں آپ نے قائدانہ کردار ادا کیا۔ جمعیت علماء اسلام کے صوبائی اور مرکزی عہدوں پر فائز رہے جمعیت علماء اسلام کل پاکستان کی امارت بھی آپ کے حصہ میں آئی آج کل اہل حق کے قافلہ جمعیت علماء اسلام پاکستان کے آپ سرپرست اعلیٰ تھے۔ شیخ الاسلام مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ قائد جمعیت مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ روح رواں جمعیت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ حضرت مولانا گل بادشاہ اور دیگر اکابرین اور مذہبی راہنماؤں سے آپ کے نہ صرف مثالی تعلقات تھے بلکہ وہ تمام حضرات آپ کی قدر دانی کرتے تھے اور آپ کے علم و فضل کے نہ صرف معترف بلکہ مداح تھے۔

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی تردید کے لئے اس وقت اپنے اکابرین کے جانشین تھے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں اپنے شیخ حضرت ہالیجویؒ کے ہمراہ سکھر کی عظیم الشان کانفرنس میں شرکت کی ہزاروں بندگان خدا کو دن رات ایک کر کے تحریک سے وابستہ کر دیا تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں لاہور انجمن خدام الدین شیرانوالہ کے مدرسہ میں آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان میں آپ نے شرکت فرمائی اور قادیانیوں کے ارتداد اور زندقہ پر ایسی جامع علمی گفتگو فرمائی جس پر تحریک ختم نبوت کے قائد شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ نے آپ کی گفتگو کو بہت سراہا شیعہ مکتب فکر کے راہنما اور مجلس عمل کے ممبر سید مظفر علی شمسی نے اٹھ کر آپ کی پیشانی کا بوسہ لیا اور مجاہد ختم نبوت آغا شورش کاشمیری نے آپ کو گلے لگایا اور بے ساختہ کہا کہ حضرت آپ نے فتنہ قادیانیت کے ارتداد و زندقہ پر ایسی علمی گفتگو فرمائی ہے جس سے نہ صرف اس فتنہ کی سنگینی ہم پر واضح ہو گئی

بلکہ اس کی شرعی سزا (سزائے ارتداد) پر بھی ہمیں انشراح ہو گیا اس وقت تحریک ایسے مرحلہ میں داخل ہوگئی ہے کہ جو مطالبہ ان کے غیر مسلم اقلیت کا ہم نے رکھا ہے اس کو لے کر آگے چلنا ہوگا ورنہ شرعاً قادیانی فتنہ کا علاج وہی ہے جو آپ نے واضح فرمایا جو قرن اول میں صدیق اکبرؓ نے اس پر عمل در آمد کیا فتنہ قادیانیت کے خلاف قدرت نے آپ کے دل میں ایسی تڑپ پیدا فرمادی تھی کہ آپ کی مساعی جمیلہ سے سندھ کی دھرتی کا ہر عالم دین قادیانیت کے خلاف سنت صدیقی کا علمبردار بن گیا آپ نے بلدیہ چنیوٹ کی ختم نبوت کانفرنس میں خطاب فرمایا آپ کا خطاب اتنا دلنشین ہوتا تھا کہ سامعین عش عش کر اٹھتے تھے حق تعالیٰ شانہ ہمارے اس دور میں متکلم اسلام حضرت محمد علی جالندھریؒ اور مجاہد اسلام حضرت پیر شریف کو سمجھانے کا خوب ملکہ نصیب فرمایا۔ طالبان کی جہادی تحریک کے آپ دل سے قدردان تھے بیماری کے باوجود تھوڑا سا افاقہ ہوتے ہی افغانستان تشریف لے گئے امیر المومنین ملا عمر سے ملاقات کی اور ہمیشہ ان کی مالی اعانت فرماتے رہے بلکہ ایک مرتبہ مجاہدین کا قافلہ جو کہ کافی علماء پر مشتمل تھا بغرض ملاقات رات گئے دیر تک پہنچے جیسے ہی مجاہدین کے قافلہ کی حضرت کو اطلاع ہوئی فوراً ہی وضو کر کے تشریف لے آئے حالانکہ اسی دن صبح حضرت کو دل کا حملہ بھی ہوا تھا خیریت کے بعد معلوم ہوا کہ ابھی مجاہدین نے عشاء کی نماز ادا نہیں فرمائی حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ الحمدللہ اب بھی باوضو ہوں لیکن تھوڑی سی انتظار کرلیں تاکہ تجدید وضو کر لوں اور مجاہدین کی اقتداء میں نماز ادا کرنا چاہتا ہوں ممکن ہے خداوند قدوس میری کل کو قیامت کے دن اسی وجہ سے مغفرت فرمادیں اور عموماً فرمایا کرتے تھے کہ رات کا آخری حصہ میری دعاؤں کا مجاہدین کے لئے وقف ہے اور دل چاہتا ہے کہ سرزمین افغانستان میں جہاں دین اسلام کا بول بالا ہے۔ جاکر سجدہ شکر ادا کروں۔ ایک مجلس میں ارشاد فرمایا کہ دل چاہتا ہے کہ مجھے موت افغانستان میں آئے اور دفن بھی اسی مٹی میں ہوں تاکہ کل قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں سرخرو ہوکر اٹھوں بلکہ ایک صاحب نے بتلایا جن کی پورے خاندان کا تعلق حضرت والا سے ہے کہ میں نے کابل میں حضرت والا کو دیکھا کہ رات کے آخری حصہ میں سجدہ کی حالت میں حضرت والا ایسے بلبلا کر رو رہے تھے جیسے بچہ والدہ کے لئے بلبلا کے رو رہا ہوتا ہے۔ حضرت والا رات کو پابندی سے طالبان کی خبریں سنا کرتے تھے۔

مبارک خواب: ایک مرتبہ حضرت قبلہ مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ العالی پیر شریف تشریف لے گئے تو آپ کو حضرت پیر شریف والوں نے اپنا خواب سنایا کہ خواب میں دیکھا کہ میں مدینہ طیبہ میں ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمبل مبارک لے کر استراحت فرمارہے ہیں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین دبانے کی سعادت حاصل کی میری اہلیہ پردہ میں میرے ساتھ تھیں انہوں نے بھی پاؤں مبارک کو دبانے کی اجازت کے لئے مجھے کہا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے استدعا کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ بھی پاؤں مبارک کو دبانے کی سعادت حاصل کرنا چاہتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر خاموش رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموشی سے میں عدم اجازت سمجھا چنانچہ وہ باپردہ علیحدہ بیٹھی رہیں حضرت پیر شریف والے فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ قادیانی شر اور قادیانی ارتداد و زندقہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بہت پریشان ہے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی تسلی کے لئے چند خیر و برکت کے کلمات ارشاد فرمائے جنہیں سنتے ہی خواب میں میں بہت خوش ہوا اور سمجھا کہ یہ قادیانی فتنہ آخر ختم ہونے والا ہے۔ (الحمدللہ)

حضرت والا کا ہر بیان تقریباً خوف خدا فکر آخرت اور عشق رسول ﷺ کے ساتھ لبریز ہوتا تھا وہ بیان کئی گھنٹوں پر محیط ہوتا تھا ایک مرتبہ بندہ نے حضرت والا کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ حضرت کراچی کے احباب بالخصوص علماء حضرات جناب کی بیان کا بڑا شوق رکھتے ہیں برائے کرم جب بھی کراچی تشریف آوری ہو جمعہ جامعہ انوار الصحابہ کے لئے مختص فرمادیں حضرت والا نے وعدہ بشرط زندگی اور صحت کے ساتھ موقوف فرمایا بندہ نے عرض کیا کہ حضرت کسی جمعہ کی تعیین ہوجائے تاکہ ساتھی بھرپور شرکت کرسکیں حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ مجھے یہ بھی یقین نہیں ہے کہ اپنے مصلے سے اٹھ بھی سکوں گا کہ نہیں بلکہ یہ بھی معلوم نہیں کہ اس مسجد کے دروازہ سے گزر بھی سکوں گا کہ نہیں حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ پوری زندگی میں نے گھر والوں کو یہ بھی نہیں کہا کہ فلاں چیز تیار رکھو میں واپس آرہا ہوں اس لئے کہ مجھے اپنی زندگی پر اعتماد اور بھروسہ نہیں ہے۔

معمولات: عمر بھر سفر و حضر میں نماز ہمیشہ باجماعت ادا فرمائی زندگی بھر کی ایک نماز بھی وفات کے وقت آپ کی ذمہ نہیں تھی ایک مرتبہ حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ الحمدللہ بطور تحدیث نعمت کے اور آپ حضرات کو ترغیب کی وجہ سے بتلاتا ہوں کہ الحمدللہ پچاس سال ہوگئے ہیں کہ فجر کی کوئی ایسی نماز نہیں گزری کہ باجماعت نہ ادا ہوئی ہو حالانکہ اسی دن حضرت کو دل کا زبردست اٹیک ہوا تھا اپنے ہی گھر ڈاکٹروں کی ایک ٹیم کے زیر علاج تھے تمام ڈاکٹروں نے متفقہ طور پر عرض کیا کہ حضرت کسی سے بات نہ کریں اور نہ کسی سے مصافحہ کریں بلکہ چارپائی سے نیچے اترنے کو بھی منع کردیا تھا سوائے استنجاء کے۔ اسی دن راقم الحروف کے ساتھ ستر (۷۰) علماء و طلباء پر قافلہ مشتمل تھا حضرت والا نے سب کو اپنے گھر بلایا اور فرداً فرداً مصافحہ کیا اور خیریت دریافت فرمائی اور کم از کم ایک گھنٹہ نصیحت فرماتے رہے اور ارشاد فرمایا کہ باوجود ڈاکٹروں کی سخت ہدایت کے آج بھی الحمدللہ صبح کی نماز باجماعت ادا ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے

اتنی محبت اور عشق تھا کہ ہر وقت حضرت والا کی زبان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے تر رہتی تھی ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ الحمدللہ اڑتالیس (۴۸) سال ہوگئے ہیں کہ پگڑی کو بحیثیت سنت کے اپنے سر کی زینت بنا رکھا ہے اور فرماتے تھے کہ مجھے اسم ذات کا علم ہے اس اسم ذات کو میں نے فرائض کی پابندی اور رضائے الٰہی کے حصول کے لئے ہمیشہ کا معمول بنایا ہوا ہے اسماء الحسنیٰ سورہ یٰسین درود شریف وظائف اور ذکر الٰہی آپ کا ہمیشہ کا معمول تھا دین کی تعلیم و ترویج آپ کی زندگی کا نصب العین تھا۔

حضرت والا اگرچہ کافی عرصہ علیل رہے لیکن صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا حضرت والا کے غدود بڑھ گئے تھے تمام ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ بغیر آپریشن کے یہ تکلیف دفع نہ ہوسکے گی' جب ڈاکٹر آپریشن تھیٹر روم میں بے ہوشی کا انجکشن لگانے لگے تو حضرت نے سختی سے انکار کردیا کہ میں نشے کا انجکشن نہیں لگواؤں گا' ڈاکٹروں نے اصرار کیا کہ حضرت عمر کا تقاضا ہے بغیر انجکشن کے تکلیف زیادہ ہوگی' حضرت والا نے ﴿وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونو علی الاثم﴾ پڑھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جس ذات نے تکلیف دی ہے وہی ذات صبر بھی دے گی' لیکن میں انجکشن نہیں لگواؤں گا کہ اگر اسی حالت میں میری موت آجائے تو خدا کی جناب میں بے ہوشی کی حالت میں کیسے حاضر ہوں گا؟ بغیر بے ہوشی کے انجکشن کے حضرت کا اپریشن ہوا بعد میں عمر کا تقاضا اور نقاہت کی وجہ سے خون کا مسئلہ پیش آیا' حضرت والا نے کسی کا خون لینے سے صاف انکار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مجھے کسی پر اعتماد نہیں ہے ممکن ہے کہ غلط صحبت کی وجہ سے غلط لقمے اور حرام مال سے مشروبات استعمال کی ہو اور وہ خون پھر میرے خون کا حصہ بنے اس لئے کسی کا خون لینے سے صاف انکار کردیا' حضرت ایک عرصے سے عارضہ قلب میں مبتلا تھے رمضان المبارک سے پہلے بھی علاج کے لئے کراچی تشریف لائے تھے اور ضروری تشخیص و معائنہ کے بعد اپنی بستی پیر شریف تشریف لے گئے تھے' مرحوم نے رمضان المبارک کے روزے بھی رکھے لیکن دوسرے عشرے میں طبیعت زیادہ ناساز ہوگئی حضرت کے متعلقین انہیں پھر کراچی میں امراض قلب کے ڈاکٹر عبدالصمد صاحب اور معروف ہسپتال کارڈیو ویسکولر لے کر آئے' لیکن بلاوا آگیا تھا ۱۶/ رمضان المبارک کی شام پونے سات بجے ہسپتال ہی میں مرحوم کی روح جسد عنصری سے پرواز کرگئی وفات سے چند ساعت پہلے فرمایا تکلیف ہے یہ بھی قدرت کا عطیہ و نعمت ہے اس پر بھی خوش ہوں کلمہ شریف پڑھا تین مرتبہ اللہ اللہ کہا اور یہ کہتے ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں حاضر ہوگئے۔

﴿انا للہ وانا الیہ راجعون﴾

جسد خاکی کو پیر شریف لے جایا گیا دوسرے دن ستر و رمضان المبارک کو سوا تین بجے جنازہ ہوا وفات کی اس خبر کی کوئی باقاعدہ تشہیر بھی نہیں کی گئی تھی لیکن پورے سندھ اور بلوچستان کے ملحقہ علاقوں میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی' لوگ جنازہ میں شرکت کے لئے بڑے بڑے قافلوں کی شکل میں جوق در جوق پہنچے اور شاید کہ سندھ کی حالیہ تاریخ میں پہلی مرتبہ اتنی بڑی خلقت نے نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی اس وقت حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا قول یاد آرہا تھا کہ حق اور باطل کے درمیان جنازہ سے فیصلہ کریں گے تا حد نگاہ انسان کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر اور گاڑیاں ہی گاڑیاں نظر آرہی تھیں جو بلا مبالغہ ایک لاکھ سے کم نہیں ہوگا آپ کی مسجد شریف سے متصل پہلے سے موجود قبرستان میں آپ کو سپرد رحمت باری کردیا گیا۔

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے
آدمی کا جسم کیا ہے جس پہ شیدا ہے جہاں
ایک مٹی کی عمارت ایک مٹی کا مکاں
خون سے گارا بنایا اینٹ جس میں ہڈیاں
چند سانسوں پہ کھڑا ہے یہ خیالی آسماں
موت کی پرزور آندھی جس دم آکر ٹکرائے گی
پس یہ عمارت ٹوٹ کر خاک میں مل جائے گی

آپؒ کے پانچ صاحبزادے مولانا حافظ عبدالعزیز' مولانا عبدالحفیظ مولانا عبدالمجیب عالم دین ہیں حافظ محمد عبداللہ' حافظ عبدالرحمن زیر تعلیم ہیں۔ پانچ صاحبزادیاں ہیں اہلیہ محترمہ بقید حیات ہیں ہزاروں شاگرد لاکھوں متعلقین سب آپ کے ورثا ہیں جو سب ہی جا طور پر تعزیت کے مستحق ہیں۔ حضرت مولانا پیر شریف کی ذات میں سندھ کے باشندوں کو اس دور پرفتن میں ایک سایہ عافیت میسر تھا اور اب یہ سایہ اٹھ گیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ مولانا کے نسبی اور نسبتی متعلقین پیر شریف کے چشمہ فیض کو خشک نہیں ہونے دیں گے اور علم معرفت اتباع سنت اور اصلاح خلق کا یہ مرکز انشاء اللہ تعالیٰ مزید درخشندہ و تابندہ ہوگا "وماذالک علی اللہ بعزیز" حضرت پیر شریف کے علمی و اصلاحی خدمات میں جہاں تلامذہ اور سالکین طریقت کی ایک بڑی تعداد ہے وہاں سندھی زبان میں بعض تصانیف بھی ہیں ترجمہ قرآن کریم تحت اللفظ شمائل ترمذی کا ترجمہ سورۂ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی تفسیر اور مختلف موضوعات پر کتابیں اور رسائل ہیں جن میں سے کچھ مطبوعہ ہیں اور کچھ مسودات کی شکل میں اصلاحی بیانات کا بھی ایک بڑا حصہ آڈیو کیسٹوں میں محفوظ کرلیا گیا ہے۔ غیر مطبوعہ پر اگر نظر ثانی اور قرینے سے صاف لکھوا کر طبع کرایا جائے تو سندھی زبان میں اچھی دینی و علمی خدمات ہوگی۔

اللہ کریم حضرت مرحوم کے درجات بلند فرمائے ان کے پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے اس سرزمین سے بدعات و منکرات کا ازالہ ہو ہر سو حق و ہدایت کی شعاعیں پھیلیں اور یہ خطہ ماضی کے عہد اسلامی کی طرح فقہاء و محدثین کے وجود سے منور و مبارک ہو۔ (آمین)

اخبارِ ختمِ نبوت

مرکزی دفتر ختم نبوت پر غیر قانونی چھاپے کے خلاف نوابشاہ میں احتجاج

نوابشاہ (نمائندہ خصوصی) آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر ۳۰/ اپریل ۱۹۹۹ء بروز جمعۃ المبارک نوابشاہ کی تمام جامع مساجد میں بھرپور احتجاج کیا گیا۔ تمام خطبا اور علما کرام نے مرکزی دفتر پر ناجائز اور غیر قانونی چھاپے اور عملے کی یرغمالی پر حکومت پاکستان سے قادیانی افسران کے خلاف کارروائی کرنے پر زور دیا اور کہا کہ نفاذ اسلام کے لئے ہزاروں قربانیوں سے حاصل کئے جانے والے ملک عزیز کے اہم اور حساس عہدوں پر قادیانیوں کو فائز کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ مدینہ مسجد منو آباد' جامع مسجد کبیر نکی مسجد لائن پار' اللہ والی مسجد سکرنڈ اور نوابشاہ کی دیگر مساجد میں بھرپور احتجاج ہوا۔ جمعہ کے اجتماعات میں درج ذیل قراردادیں پاس کی گئیں۔

☆...... مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان پر چھاپہ مارنے والے پولیس افسران کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

☆...... عبدالسلام قادیانی کے یادگاری ٹکٹ منسوخ کئے جائیں۔

☆...... اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق ارتداد کی شرعی سزا (موت) نافذ کی جائے۔

☆...... مجیب الرحمٰن قادیانی کو برطرف کر کے قادیانیت کی تبلیغ کا کیس درج کیا جائے۔

☆...... قادیانی عبادت گاہوں کی ہیئت تبدیل کی جائے۔

جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماعات میں مسلمانوں نے "تحفظ ناموس رسالت ﷺ" اور مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی قراردوں کے مطابق ہر قسم کی قربانی دینے کا وعدہ کیا۔

پورا سندھ صدائے احتجاج سے گونج اٹھا

گولارچی رپورٹ (حکیم سعید انجم)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان پر ملتان انتظامیہ کا ایس پی رضا احمد طاہر کی سربراہی میں چھاپہ' ملازمین کو ہراساں اور فجر کی اذان اور نماز باجماعت نہ ہونے دینے کے سلسلہ میں مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے اعلان پر ۳۰/ اپریل کو پورے سندھ میں زبردست "یوم احتجاج" منایا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے مولانا احمد میاں حمادی ٹنڈو آدم' مولانا محمد علی صدیقی کھڑی' مولانا محمد نذر عثمانی حیدر آباد' مولانا محمد راشد مدنی سانگھڑ' مولانا محمد حسین تاج سکھر' مولانا محمد جمال اللہ الحسینی پنوں عاقل میں جمعہ کے اجتماعات میں اس واقعہ کی بھرپور انداز میں مذمت کی اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس واقعہ کا حکومت سختی سے نوٹس لے اور اس واقعہ کی انکوائری کرائی جائے کہ ملتان کے ایس پی نے یہ اقدام کس لئے کیا؟ حالانکہ تمام لوگ اس بات کے شاہد ہیں کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک پرامن جماعت ہے اور خالص عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے پوری دنیا میں کام کر رہی ہے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صرف قادیانیت کے مقابلہ میں کام کر رہی ہے یا جو بھی جھوٹا مدعی نبوت ہے جماعت اس کی سخت مخالف ہے۔ اور مجلس تحفظ ختم نبوت گولارچی کا ایک اجلاس حکیم محمد عاشق نقشبندی کی صدارت میں ہوا' جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر پر چھاپے کی بھرپور انداز میں مذمت کی اور ۳۰/ اپریل کے جمعہ میں مولانا محمد عاشق نقشبندی' مولانا عبدالجبیر ہزاروی' حکیم محمد سعید انجم' قاری سید علی حیدر شاہ نے جمعہ کے اجتماعات میں اس واقعہ کی مذمت کی۔ اس کے ساتھ ساتھ کزیو گھنور میں حافظ عبدالواحد' بدین میں مولانا عبدالستار چاوڑا کھوسکی میں مولانا محمد عبداللہ سندھی' قاری عبدالحمید حیدری شادی لارج' قاری عبدالخالق محمد صفدر صدیقی' ٹنڈو باگو میں مولانا عبدالواحد منگریو' مولانا محمد عیسیٰ سومن ماتلی' مولانا محمد حسین مولانا محمد رمضان آزاد تلہار' قاری عبدالرزاق مولانا خان محمد ٹنڈو غلام علی' حافظ محمد زبیر حافظ حبیب الرحمٰن محمد عبداللہ آرائیں سجاول میں شیخ الحدیث مولانا عبدالغفور قاسمی' مولانا مفتی نذیر احمد' مولانا صالح' مولانا غلام محمد کھڑی میں مولانا محمد اسمٰعیل اور گولارچی' میرپور خاص مولانا محمد حفیظ اللہ' مولانا مفتی عبیداللہ انور' مولانا محمد اکبر راشد' مولانا محمد عبداللہ اور دیگر علماً کرام ڈگری میں مولانا محمد اکرام الحق خیری' مولانا حافظ غلام غوث' ٹھٹھہ میں مولانا حافظ محمد شریف' غلام منور علی راجپوت ٹالی' حافظ منیر اور فضل بھمبرو' مولانا حافظ محمد ایوب کے علاوہ مٹھی' نوکوٹ' کھڑی' سامارو' عمرکوٹ' جیمس

آباد' حیدرآباد' کوٹری' ٹنڈوآدم' سانگھڑ' نوابشاہ' خیرپور میرس' قمبث' سکھر' پنوں عاقل اور سندھ کے تمام چھوٹے بڑے شہروں کے علماء کرام نے اس احتجاج میں حصہ لیا اور حکومت پاکستان کو واضح کیا کہ حکومت پاکستان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے احباب کے ساتھ ہونے والی زیادتی کا ازالہ کرے اور اس بات کو واضح کرے کہ مرکزی دفتر میں فجر کی نماز کے وقت چھاپہ مارنے سے حکومت کے کیا عزائم تھے۔

گورنر سندھ اور آئی جی سندھ کے نام خط

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ آپ کو یاد ہوگا کہ اگست ۱۹۹۸ء میں علاقہ نوکوٹ ضلع میرپور خاص میں قادیانیوں نے مسلمانوں کی ایک مسجد شہید کی تھی۔ اس پر جناب کمشنر صاحب نے انکوائری کے لئے ایس ڈی ایم میرپورخاص حال ڈگری کو انکوائری آفیسر مقرر کیا۔ اس انکوائری میں بھی اور تمام مسلمانوں کی طرف سے بھی ایک بات سامنے آئی تھی کہ اس واقعہ میں جہاں قادیانی ملوث ہیں وہاں اس واقعہ کو تھانہ جھڈو کے ایس ایچ او زوار حسین نے بھی خراب کیا اور خوب قادیانیت نوازی کا ثبوت دیا۔ مسلمانوں کے احتجاج اور جناب گورنر سندھ صاحب کے حکم پر اس کو ہٹادیا گیا تھا۔

جناب والا! اب پھر اس کو کنری کا ایس ایچ او مقرر کیا گیا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں کنری کے حالات پیش کرتا ہوں کہ کنری کے علاقہ میں ایک کثیر تعداد قادیانیوں کی رہتی ہے اور تین چار قادیانی اسٹیٹس نسیم آباد' ناصر آباد' خلیل آباد قادیانیوں کی موجود ہیں اور موصوف ایس ایچ او قادیانیوں سے گہرے مراسم رکھتا ہے۔

جناب والا! آپ اس کے ساتھ ساتھ اس ایس ایچ او کا ریکارڈ دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جب یہ میرپور خاص میں تھا تو اس نے شیعہ سنی فساد کرایا اور جب جھڈو میں تھا تو قادیانیوں کی بھرپور انداز میں سرپرستی کی اور اس کے جواب میں نوکوٹ شہر چار دن بند رہا۔ اب اس کو پھر ایسے علاقہ میں تعینات کیا ہے جہاں قادیانی ہیں۔ آخر میں جناب والا سے ایک بات واضح کروں کہ آپ حضرات نے اس کو کنری میں تعینات کیا ہے۔ اب تک کنری کی فضا میں امن ہے' اب اگر کوئی مذہبی فساد رونما ہوا تو اس کا ذمہ دار ایس ایچ او ہوگا۔

لہٰذا آنجناب سے درخواست ہے کہ موصوف ایس ایچ او کو کنری سے فوری طور پر ہٹایا جائے۔

(مولانا) محمد علی صدیقی

صوبائی ترجمان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھاولنگر کی تبلیغی سرگرمیاں

رپورٹ (مولانا محمد قاسم رحمانی شجاع آبادی) ضلع بھاولنگر میں گزشتہ جمعرات بعد نماز مغرب دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت واقع قاسم روڈ میں اجلاس منعقد ہوا' اجلاس کی صدارت استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد صاحب نے کی۔ اجلاس کا آغاز جناب حکیم ضیاء الرحمن صاحب کی تلاوت سے ہوا۔ حضرت مولانا فیض احمد' حضرت مولانا خدا بخش' مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان حضرت مولانا سعید احمد' جنرل سیکریٹری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھاولنگر' قانونی مشیر جناب حافظ محمد اسلام ایڈووکیٹ' حضرت مولانا محمد انور' سید تحسین شاہ ان کے علاوہ شہر کے معززین نے شرکت فرمائی اجلاس میں حضرت مولانا خدا بخش صاحب دامت برکاتہم نے مجلس کی تبلیغی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی مولانا شجاع آبادی نے فرمایا تحفظ ختم نبوت دین اسلام کا بنیادی مسئلہ ہے تحفظ ختم نبوت کے لئے پوری دنیا میں مجلس نے مرزائیت کا تعاقب کیا ہوا ہے' مولانا نے فرمایا کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری' حضرت مولانا محمد حیات اور حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمہم اللہ نے اپنی پوری زندگی تحفظ ختم نبوت کے لئے گزار دیں۔ اس اجلاس میں بھاولنگر شہر کے ریلوے اسٹیشن پر رانا بعارت علی جو کہ متعصب مرزائی ہے اور اپنے ماتحت عملے کو مرزائیت کی تبلیغ کرتا ہے۔ شرکاء اجلاس نے فیصلہ کیا کہ جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں حکومت وقت کے سامنے قرارداد کے ذریعے یہ مطالبہ رکھا جائے گا کہ اس مرزائی کو فوراً معطل کیا جائے۔ یہ قادیانیت کی تبلیغ کرتا ہے' جس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں اگر اس کو معطل نہ کیا گیا تو حالات کی تمام تر ذمہ داری حکومت وقت پر ہوگی چنانچہ فیصلے کے مطابق حضرت مولانا خدا بخش صاحب دامت برکاتہم نے جامع مسجد نادر شاہ حضرت مولانا محمد یوسف فاروقی نے تحصیل والی مسجد اور مولانا قاسم احمد رحمانی شجاع آبادی نے مدینہ جامع مسجد میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کیا اور یہ قرارداد پاس کرائی۔ عوام الناس کو فتنہ مرزائیت سے بھی آگاہ کیا۔

اظہار تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کولارچی کے امیر مولانا حکیم محمد عاشق مبلغ ختم نبوت مولانا محمد علی صدیقی' حکیم سعید انجم' حاجی حمید اللہ خان' مولانا عبدالخبیر ہزاروی' حاجی ولی محمد صاحب نے

مولانا مفتی حفیظ الرحمن کے بڑے بھائی مولانا عزیز الرحمن اور مولانا ہارون مطیع اللہ کے والد مولانا عطاءاللہ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما مولانا انوارالحق حقانی خطیب جامع مسجد کوئٹہ کے والد گرامی کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے مرحومین کے لئے بلندئ درجات کی دعا کی ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیرِ اہتمام ۲ تا ۱۱ / جون تربیتی پروگرام اندرونِ سندھ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۲ تا ۱۱ / جون تربیتی پروگرام اندرون سندھ میں ہوں گے' اور ان پروگراموں سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا اور مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی خطاب کریں گے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے ایک بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی ۲ جون حیدرآباد ۳ / جون کوٹری کے مدارس میں طلباء کرام کو درس دیں گے۔ ۴ / جون گولارچی کی جامع مسجد مدینہ اور ۵ / جون بعد نماز ظہر تجاول کی جامع مسجد میں علماء و طلباء سے ایک اجلاس سے خطاب کریں گے۔ ۶ / جون ٹنڈو غلام علی ۷' ۸ / جون میرپورخاص' ۹ / ۱۰ کنری ۱۱ جمعہ جیس آباد میں پڑھائیں گے۔

مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا صاحب ۷' ۹' ۱۰' ۱۱ جون کنری میں رد قادیانیت پر درس دیں گے۔ (انشاءاللہ العزیز)

فتنہ قادیانیت کا ہر جگہ تعاقب کیا جائیگا (محمد صفدر صدیقی)

شادی لارج (نمائندہ خصوصی)

قادیانی اپنی شرانگیزیوں سے باز آجائیں ورنہ ختم نبوت کے جاں نثاران ان کا صفایا کردیں گے' قادیانیت ایک فتنہ ہے اور اس فتنہ کا مقابلہ ہم ہر جگہ کریں گے ان خیالات کا اظہار محمد صفدر صدیقی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شادی لارج نے ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ بقول علامہ اقبالؒ: "قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔" اس لئے قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے فوری طور پر برطرف کیا جائے' انہوں نے مزید کہا کہ فتنہ قادیانیت امت محمدیہ ﷺ کے اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ کرنے کے لئے تگ و دو میں لگا ہوا ہے' لیکن ختم نبوت کے جاں نثاران ان کی کوششوں کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے اور ناکامی ہر جگہ قادیانیت کا مقدر بنے گی (انشاء اللہ العزیز) قادیانیت کا ہر جگہ تعاقب کیا جائے گا۔ اجلاس میں خالد نواز' محمد اختر ملک' راشد اقبال' محمد اکرم' شاہد اقبال' طارق محمود' محمد ابراہیم کبری' محمد اصغر کبری اور دیگر احباب نے شرکت کی۔

ہفت روزہ "ختم نبوت"
میں اشتہار دے کر اپنی
تجارت کو فروغ دیں

اظہار تعزیت و دعائے مغفرت

جناب عزیز الرحمن (برادر محترم مولانا خلیل الرحمن سابق مبلغ ختم نبوت اور مولانا حفیظ الرحمن مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) ۶۳ سال کی عمر میں سندھ میں انتقال فرماگئے۔ ﴿انا للہ وانا الیہ راجعون﴾

مرحوم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے والہانہ لگاؤ رکھتے تھے مرحوم کو ہالہ جی کے قبرستان میں سپرد خاک کردیا گیا ہے۔ عمائدین ختم نبوت حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ' حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی' حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مولانا احمد میاں حمادی' مولانا بشیر احمد' مولانا خدا بخش' مولانا جمال اللہ الحسینی' مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی' مولانا نذیر احمد تونسوی' مولانا محمد اشرف کھوکھر' مولانا فقیر اللہ اختر' مولانا محمد علی صدیقی' مولانا عبدالعزیز جتوئی' مولانا محمد اسحٰق ساقی' مولانا غلام مصطفیٰ' مولانا قاضی احسان احمد اور مولانا عبدالرزاق مجاہد نے ایک مشترکہ بیان میں عزیز الرحمن مرحوم کے تمام لواحقین و پسماندگان خصوصاً مولانا حفیظ الرحمن صاحب سے دلی تعزیت کا اظہار کیا۔ تمام قارئین "ختم نبوت" و کارکنان سے بھی درخواست ہے کہ وہ مرحوم کے لئے ایصال ثواب کا اہتمام فرمائیں۔

(ادارہ)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت کے زیرِ اہتمام

چودھویں سالانہ عظیم الشان

ختمِ نبوّت کانفرنس برمنگھم

۸ اگست ۱۹۹۹ء بروز اتوار بمقام جامع مسجد برمنگھم ۱۸۰ ابیلگریو روڈ برمنگھم صبح ۹ تا شام ۷ بجے

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کانفرنس کے چند عنوانات

- مسئلہ ختم نبوّت
- حیات و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام
- مسئلہ جہاد
- قادیانیت کے عقائد و عزائم
- مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور اُن کی دہشت گردی

کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور اُن کا تعاقب جاری رکھیں گے

کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت
35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو 9 ایچ زیڈ یو کے
فون: 0171-737-8199